نکاح اور برادری ازم

ایک تجزیاتی مطالعہ

مصنف

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

(فاضل جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ، اوکاڑہ)

برادری ازم کی وجہ سے پیدا ہونے والے مسائل کی نشاندہی کرتی اپنے موضوع کی منفرد اور فکرانگیز تحریر

نکاح اور برادری ازم، ایک تجزیاتی مطالعہ

تصنیف

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی (کمبوہ)

(فاضل جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ، اوکاڑہ)

دار الابدال

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک اصحابک یا حبیب اللہ

نام	نکاح اور برادری ازم، ایک تجزیاتی مطالعہ
موضوع	تعلیمات اسلام (اصلاح احوال)
مصنف	ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی (کمبوہ)
ضخامت	58 صفحات
سن	1443ھ / 2022ء
پیشکش	(P.D.F) دار الابدال
	اسلامی جمہوریہ، پاکستان

دار الابدال

فہرست مضامین

انتساب

میں اپنی اس تصنیف کو عظیم محدث علامہ محمد طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کے نام منسوب کرتا ہوں جنہوں نے بویرہ قوم میں پھیلی بدعات و خرافات اور غیر شرعی رسموں کے خاتمے کے لیے عَلم جہاد بلند کیا اور ان کی ہر طرح کی مخالفت کے باوجود اپنے مشن میں سرگرم رہے یہاں تک کہ اسی وجہ سے شہید کر دیئے گئے۔

آغاز سخن

اسلام کی تعلیمات بہت ہی پیاری ہیں ان پر عمل کرنے والا ایک مسلمان معاشرتی لحاظ سے بہت ہی پیاری اور پُر سکون زندگی گزارتا ہے جبکہ ایک بے عمل مسلمان جو تعلیمات اسلام کی پرواہ نہیں کرتا وہ زندگی میں بہت سے مسائل کا شکار رہتا ہے اور اسے ذہنی طور پر کبھی سکون میسر نہیں آتا۔

علم کی کمی اور اسلامی تعلیمات پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے آج ہمارا معاشرہ بہت سی خرابیوں کا شکار ہو چکا ہے، ہر طرف بے اطمینانی اور بے یقینی کی کیفیت ہے ہر فرد کسی نہ کسی مسئلے اور پریشانی میں مبتلا ہے ہمارا ہر فعل شریعت کے تابع ہے جبکہ دین سے دوری کے نتیجہ میں اب ہمارا کوئی کام ایسا نہیں جو معاشرتی رسم ورواج کے تابع نہ ہو قطع نظر اس سے کہ وہ رسم و رواج ہمارے دین اور دنیا کے لیے کتنی نقصان دہ ہیں بس آنکھیں بند کرکے ان پر عمل کیے جارہے ہیں۔

انہی رسم و رواج میں سے ایک برادری ازم بھی ہے جس نے نہ صرف کئی گھروں کا سکون تباہ کیا ہوا ہے بلکہ بہت سے لوگوں کی زندگیاں بھی برباد کرکے رکھ دی ہیں اس کی وجہ سے نہ کسی کی عزت محفوظ ہے اور نہ کسی کی دین داری، برادری ازم کے فرسودہ فلسفہ کی وجہ سے نکاح جیسا مسنون طریقہ بھی بہت متاثر ہو رہا ہے۔

نکاح کے معاملہ میں برادری ازم کس طرح اثر انداز ہو کر لوگوں کے لیے بہت سے مسائل پیدا کر رہا ہے زیر نظر مقالہ میں ہم اس کا جائزہ لیں گئے، ہو سکتا ہے میرے اخذ

کردہ نتائج سے کسی کو اختلاف ہو مگر یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس تحریر کے ذریعہ میں جو پیغام دینا چاہ رہا ہوں اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہو گا۔

اس مقالہ کے بعض مشمولات کا مطالعہ کرنے کے بعد عین ممکن ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ میں عشق مجازی کی حمایت میں ہوں یا ایسوں کو سپورٹ کر رہا ہوں، لیکن سچ یہ ہے کہ ایسا کچھ نہیں ہے میں تو کیا کوئی بھی عقل مند ایسوں کی تائید یا حمایت نہیں کرے گا۔

بلکہ میرا پیغام تو یہ ہے کہ جب معاملات خراب ہو جائیں اور آپ کے بچے آپ کے قابو میں نہ رہیں تو پھر خوامخواہ کی ضد اور برادری ازم کی رٹ لگا کر اپنے بچوں کی زندگیاں اور اپنے گھر کا سکون برباد مت کریں، اگر نکاح کے ذریعہ آپ کسی بڑے نقصان سے بچ سکتے ہیں تو پھر برادری ازم کی زنجیروں میں خود کو مت جکڑیں، بلکہ حالات کو دیکھتے ہوئے درست فیصلہ لیں، دنیا الیکٹرونک اور سوشل میڈیا کے ذریعہ سکڑ کر ایک گاؤں کی شکل اختیار کر چکی ہے روزانہ کی بنیاد پر مختلف چینلز پر چلنے والی فلموں اور ڈراموں کا تسلسل نوجوان نسل کی عادات اور اخلاقیات پر بڑی تیزی سے اثر انداز ہو رہے ہیں نوجوان ہاتھ سے نکلتے جارہے ہیں سنبھالے سے نہیں سنبھل رہے ایسے میں ہمارا ایک غلط فیصلہ زندگی بھر کے لیے روگ بن سکتا ہے۔

اس تحریر کے ذریعہ میرا مقصد لوگوں کو ان مسائل کی طرف متوجہ کرنا ہے جو برادری ازم کے سبب اُن کے سامنے آرہے ہیں یہ مقالہ پڑھنے کے بعد اگر کسی کی زندگی سنور جاتی ہے کوئی گھر برباد ہونے سے بچ جاتا ہے تو یقیناً میرے لیے آخرت میں مغفرت کا سبب بن سکتا ہے۔

اہل علم کے ذمہ لازم ہے کہ جب وہ کسی منکر کو دیکھیں، کسی برائی کا مشاہدہ کریں تو لوگوں کو اس سے منع کریں اور اسلام کا پیغام ان تک پہنچائیں ورنہ وہ اپنے فرض سے سبکدوش نہیں ہوں گئے پس اسی وجہ سے جب میں نے اپنے ارد گرد برادری ازم کی وجہ سے مسائل کو بڑھتے ہوئے دیکھا اور اِس کی وجہ سے لوگوں کی زندگیاں اور سکھ، چین برباد ہوتے دیکھا تو ضرورت محسوس ہوئی کہ اس موضوع پر لکھوں تاکہ بارگاہ الٰہی میں اپنا نام خادمین اسلام کی فہرست میں شامل کرواسکوں۔

دعاہے کہ اللہ تعالی میری اس تحریر میں برکت دے اور لوگوں کے لیے اسے نفع بخش بنائے اور مجھ سمیت میرے والدین، اساتذہ اور میرے پیرو مرشد کے لیے مغفرت اور آخرت میں بلندی درجات کا سبب بنائے۔ امین

ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی

rizwan.tahir1989@gmail.com

اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السّلام کو مٹی سے اور حضرت حواء رضی اللہ عنہا کو حضرت آدم علیہ السّلام کی پسلی سے تخلیق کیا، پھر نسلی انسانی کو مزید آگے بڑھانے کے لیے ان دونوں کا نکاح کروادیا۔ قیامت تک کے لیے نسلی انسانی کی بقاء اور تسلسل کو برقرار رکھنے کے لیے نکاح جیسے عمل کی مشروعیت کو ہی لازم قرار دیا ہے۔ صرف اسلام ہی نہیں بلکہ دنیا کی تمام تہذیبوں میں نکاح کا عمل پایا جاتا ہے بقائے انسانی کا یہی واحد ذریعہ ہے جسے دین ہی نہیں معاشرہ بھی پسند کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

کیا نکاح مرد و عورت کا ذاتی معاملہ ہے؟

کچھ افراد کے نزدیک نکاح مرد و عورت کا خالص ذاتی اور نجی معاملہ ہے جو ان کی ذات تک ہی محدود ہے جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے کیونکہ نکاح کے ذریعہ دو افراد ہی نہیں بلکہ دو خاندان ملتے ہیں اور جب نکاح کے ذریعے جڑنے والا یہ عظیم رشتہ ٹوٹتا ہے تو پھر صرف دو افراد ہی نہیں بلکہ دو خاندان جدا ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ طلاق کے جائز ہونے کے باوجود اللہ تعالی نے اسے پسند نہیں کیا بلکہ طلاق کے متعلق رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

"ما احل اللہ شیئا ابغض الیہ من الطلاق"

اللہ تعالی کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے۔(1)

---

(1)…ابی داؤد ، الجز الثانی ،کتاب الطلاق ، باب فی کراھیۃ الطلاق ، رقم الحدیث : 2177

نکاح کے فوائد

نکاح کے بے شمار دینی و دنیاوی فوائد ہیں جن پر اہل علم نے کافی روشنی ڈالی ہے ان فوائد میں سے بعض درج ذیل ہیں

سکون اور محبت کا ذریعہ

انسان محبت اور سکون کے بغیر ادھورا اور نامکمل ہے اس کی زندگی میں اگر سکون اور محبت نام کی کوئی چیز نہ ہو تو زندگی بے مزہ، بے رنگ اور تنگ ہو کر رہ جاتی ہے حکمت خداوندی نے انسان کی راحت اور محبت کا سامان نکاح میں پوشیدہ رکھا ہے اور اس عمل کو اپنی نشانی قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے

﴿ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴾

اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ اُن سے آرام پاؤ اور تمہارے آپس میں محبّت اور رحمت رکھی بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کے لیے۔[1]

مفسرین نے اس آیت کے تحت بڑا پیارا کلام فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے عورتیں بنائیں جو (شرعی نکاح کے بعد) تمہاری بیویاں بنتی ہیں تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اگر اللہ تعالیٰ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد میں صرف مرد پیدا فرماتا اور

(1)…پ 21 ، الروم ، 21

عورتوں کو ان کے علاوہ کسی دوسری جنس جیسے جِنّات یا حیوانات سے پیدا فرماتا تو مَردوں کو عورتوں سے سکون حاصل نہ ہوتا بلکہ ان میں نفرت پیدا ہوتی کیونکہ دو مختلف جنسوں کے افراد میں ایک دوسرے کی طرف میلان نہیں ہوتا اور وہ ایک دوسرے سے سکون حاصل نہیں کرسکتے، پھر انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی یہ کمال رحمت ہے کہ مردوں کے لئے ان کی جنس سے عورتیں بنانے کے ساتھ ساتھ شوہر اور بیوی کے درمیان محبت اور رحمت رکھی کہ پہلی کسی معرفت اور کسی قرابت کے بغیر ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور ہمدردی ہو جاتی ہے۔ بے شک ان چیزوں میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت پر دلالت کرنے والی نشانیاں ہیں، اگر وہ ان میں غور کریں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ جس نے دنیا کے نظام کو اس احسن انداز میں قائم رکھا ہوا ہے صرف وہی عبادت کا مستحق اور کامل قدرت والا ہے۔[1]

پیر کامل مخدوم سید علی ہجویری المعروف داتا صاحب فرماتے ہیں: مرد مومن ایسی ہی (نیک) بیوی سے انس و راحت پاتا ہے، اُس کی صحبت سے دین کو تقویت حاصل ہوتی ہے اور دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں (جو کہ دنیا میں سکون و راحت کا ذریعہ بنتا ہے)۔[2]

دنیاوی ضرورتوں کی تکمیل

نکاح کے بعد مرد و عورت جس رشتے میں جڑ جاتے ہیں یہ رشتہ باہمی پیار و محبت کے ساتھ ایک دوسرے کے حقوق کو بھی لازم کرتا ہے مرد کی بیشتر دنیاوی ضروریات عورت

(1)…صراط الجنان ، 8/ 430

(2)…کشف المحجوب ، ص 582

کے بغیر پوری نہیں ہوتیں اور عورت کی اکثر حاجات کے پورا ہونے کا تعلق براہ راست مرد کے ساتھ ہے اس طرح دونوں اپنے اپنے حقوق کو پورا کرتے ہوئے اپنی ضروریات کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک دوسرے کے معاون و مددگار بن جاتے ہیں اس طرح ان کی مشترکہ کاوشوں سے خاندانی اور روزمرہ کی انسانی حاجات و ضروریات پوری ہوتی رہتی ہیں اور زندگی کے تمام امور و معاملات بہتر اور منظم انداز میں پورے ہوتے ہیں اور یہ تمام فوائد نکاح کے ساتھ ہی وابستہ ہیں۔

انسانوں اور دیگر جانداروں میں فرق

دنیا میں جتنے بھی جاندار ہیں ان کی بقاء اور اگلی نسل کے دنیا میں آنے کے لیے قدرت خداوندی کا بنایا ہوا ایک نظام ہے مالک کائنات نے ہر جاندار کے اندر جنسی خواہش رکھی ہے یہی وہ ذریعہ ہے جس کے سبب ہر جاندار کی نسل آگے بڑھتی ہے مگر انسان کو نکاح جیسا مسنون طریقہ دے کر انسان اور حیوان میں فرق کر دیا گیا ہے کہ نکاح کے ذریعہ جڑنے والا انسان کا تعلق وقتی ضرورت و خواہش کے تابع نہیں بلکہ یہ رشتہ دائمی ہوتا ہے جس میں ایک دوسرے کے لیے بہت سے حقوق و ذمہ داریاں موجود ہیں جن کی پاسداری لازمی ہے۔ جبکہ دیگر جاندار ان حقوق و ذمہ داریوں سے آزاد ہیں اور ان کا تعلق وقتی ہوتا ہے۔

عفت و پاکدامنی کا ذریعہ

عفت و پاکدامنی مومن کا سرمایہ حیات ہے اور اس کی حفاظت نکاح کے ذریعہ ہی ممکن ہے ایک مومن جتنی جلدی نکاح کے بندھن میں بندھ جائے گا اس کی عفت و پاکدامنی اتنی ہی جلدی محفوظ ہو جائے گی اور جس قدر نکاح میں دیر ہوتی جائے گی اسی قدر

وہ خطرات کے قریب ہوتا جائے گا۔ اسی بناء پر رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے نوجوانوں کو مخاطب کرکے انہیں نکاح کی ترغیب دلائی ہے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"یا معشر الشباب، مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فإنه له وجاء"

اے نوجوانوں جو نکاح کے اسباب کی طاقت رکھتا ہو وہ ضرور نکاح کرے، کیونکہ نکاح نگاہ کو بہت زیادہ جھکانے اور شرمگاہ کی بہت زیادہ حفاظت کرنے والا ہے اور جو نکاح کی استطاعت نہیں رکھتا وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ شہوت کو ختم کرنے والا ہے۔(1)

رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا یہ خطاب خاص ان نوجوانوں کے لیے ہے جن کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی اور اس خطاب کے مخاطبین قیامت تک کے نوجوان ہیں آج کا وہ نوجوان جو ابھی تک نکاح جیسی نعمت سے محروم ہے لیکن نکاح کرنے کے اسباب رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے پیارے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے فرمان پر لبیک کہتے ہوئے فوراً نکاح کا اہتمام کرے اور جو نکاح کے اسباب نہیں رکھتا وہ نگاہ اور شرمگاہ کی حفاظت کے لیے روزوں کا اہتمام کرے۔ کیونکہ روزہ خود اتنی بڑی عبادت ہے جو بہت سے گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے اور اس کے ساتھ بھوک کی وجہ سے ہونے والی نقاہت انسان کی ہر طرح کی خواہش ختم کر دیتی ہے کہ بھوک کے ہوتے ہوئے انسان کسی دوسری چیز کے متعلق سوچنا بھی گوارہ نہیں کرتا اُس وقت اُس کے لیے سب سے اہم اور ضروری صرف کھانا ہوتا ہے۔

نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم انسان کی طبعی اور روحانی ضرورتوں سے ہی واقف

---

(1)...بخاری، الجزالسابع، باب قول النبی ﷺ من استطاع منکم...رقم الحدیث:5055

نہیں بلکہ ان کے حل سے بھی پوری طرح آگاہ ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جہاں نوجوانوں کو نکاح کی ترغیب دلائی ہے وہیں نکاح کی استطاعت نہ رکھنے والوں کو روزے رکھنے کا حکم دیا ہے۔

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان میں ایک لطیف اشارہ بھی ہے کہ ایک مومن کی عفت و پاکدامنی بھوک کی وجہ سے ہونے والی نقاہت اور جسمانی کمزوری سے کہیں زیادہ اہم ہے کہ مومن کی اول ترجیح عفت و پاکدامنی کی حفاظت ہونی چاہیے اور وہ اسی کے لیے کوشاں رہے چاہے یہ نکاح کے ذریعہ حاصل ہو یا روزوں کے سبب۔

نئے رشتوں اور قرابت داری کا ذریعہ

انسان جتنا زیادہ رشتوں میں منسلک ہو گا اتنا ہی ذمہ دار ہو گا، اس کی سماجی ضرورتیں اتنی ہی زیادہ پوری ہوں گی اور اسے صلہ رحمی کے مواقع بھی اتنے ہی زیادہ ملیں گے۔ نکاح کے بغیر انسان بہت سے ان رشتوں اور تعلقات سے محروم رہتا ہے جو اسے نکاح کے ساتھ حاصل ہوتے ہیں گویا نکاح نئے رشتوں اور قرابت داری قائم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے اسی بناء پر نئے رشتوں اور قرابت داری کے لیے صدیوں سے انسان کی کوشش یہی رہی ہے کہ وہ سماج میں اونچا مقام رکھنے والے خاندان میں شادی کرے تاکہ اس کی سماجی ضرورتیں پوری ہونے میں آسانی ہو۔

سنت کی ادائیگی

نکاح ایک انسان کی ضرورت یا کوئی سماجی طریقہ کار ہی نہیں بلکہ اللہ تعالی کے وہ منتخب بندے جو رسالت و نبوت کے عظیم منصب پر فائز ہیں یہ ان کی سنت بھی ہے اور انبیاء و اولیاء کے اس کائنات میں جلوہ گر ہونے کا ذریعہ بھی۔ نکاح کو سنت انبیاء بھی کہا

جاتا ہے کیونکہ انبیاء کرام علیہمُ السّلام نے نکاح کیے ہیں اللہ رب العزت نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا:

﴿وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّیَّةً﴾

اور بے شک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور ان کے لیے بیبیاں اور بچے کیے۔[1]

کفار نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت پر جو اعتراضات کیے تھے ان میں سے ایک یہ تھا کہ آپ نکاح کیوں کرتے ہیں؟ اگر نبی ہوتے تو زہدانہ زندگی بسر کرتے، ان کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ نکاح کرنا زہد کے خلاف نہیں ہے بلکہ آپ سے پہلے انبیاء کرام علیہمُ السّلام نے بھی نکاح کیے ہیں۔[2]

بعض صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان نے جب مجرد یعنی نکاح کے بغیر زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا اور یہ بات رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علم میں آئی تو آپ نے صحابہ کرام کے اس فیصلہ کو ناپسند کیا اور فرمایا:

"أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ"

میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں (اے میرے صحابہ تم بھی نکاح کرو)۔[3]

اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

"النِّكَاحُ سُنَّتِي فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بسُنَّتِي فَلَيسَ مِنِّي"

(1)…پ13، الرعد ، 38

(2)…خزائن العرفان ،ص477

(3)…ابن حبان ، الجز اول، المقدمۃ،ذکر الزجر عن رغبۃ… رقم الحدیث:14

نکاح میری سنت ہے اور جو میری سنت پر عمل نہ کرے وہ میرے طریقے پر نہیں ہے۔ (1)

بھلائی اور خیر کا معیار

اگر معاشرتی و دینی پہلوؤں سے غور کیا جائے تو نکاح بہت سی بھلائیوں کا سبب بنتا ہے کہ شادی کے بعد ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک، اچھا برتاؤ اور ایک دوسرے کی ضروریات کو پورا کرنے میں جو کوششیں ہوتیں ہیں نیز بتقضائے بشریت معمولات زندگی میں ایک دوسرے سے ملنے والی تکالیف اور پھر ان پر درگزر و صبر جہاں ایک مومن کے لیے خیر اور اجر و ثواب کا باعث ہے وہیں انسان کو معاشرتی لحاظ سے بھی باہمت اور حوصلہ مند بناتا ہے رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے اُس انسان کو بہترین قرار دیا ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ بہتر ہو چنانچہ ارشاد فرمایا:

"خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي"

تم میں بہتر انسان وہ ہے جو اپنی بیوی کے لیے اچھا ہو اور میں اپنی زوجہ کے لیے تم سب سے اچھا ہوں۔ (2)

نسل انسانی کی بقاء

دنیا کے اندر نسل انسانی کی بقاء کا واحد ذریعہ نکاح ہی ہے یہی وہ نظام ہے جو اللہ تعالی کا متعین کردہ ہے اور اسی نظام کے ذریعے انبیاء و اولیاء اِس دنیا میں تشریف لاتے ہیں حجۃ الاسلام ماہر علوم و فنون امام محمد بن محمد غزالی نے نکاح کے فوائد میں سب سے پہلا فائدہ

(1)…جمع الجوامع، الجز الرابع، ال مع النون، رقم الحدیث: 12072

(2)…ابن ماجہ ، الجز الثالث ، ابواب النکاح ، باب حسن معاشرۃ النساء ، رقم الحدیث ، 1977

بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”الفائدة الأولى الولد وهو الأصل وله وضع النكاح والمقصود إبقاء النسل وأن لا يخلو العالم عن جنس الإنس“

نکاح کا پہلا فائدہ اولاد کا حصول ہے اور یہی اصل فائدہ ہے جس کے لیے نکاح وضع ہوا اور مقصود اصلی بھی نسلِ انسانی کو باقی رکھنا ہے تاکہ دنیا انسانوں سے خالی نہ رہے۔[1]

والدین کا سہارا

انسان کی دو حالتیں ایسی ہیں جن میں وہ دوسروں کا محتاج ہے ایک بچپن اور دوسرا بڑھاپا۔ بچپن میں والدین کے ذمہ اولاد کی پرورش اور نگہداشت ہے لیکن یہی والدین جب بوڑھے ہو جائیں تو اولاد کو ان کا سہارا بنا دیا گیا ہے انسان جوانی اور پختہ عمر کے بعد جب بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے تو اس وقت اس کی اپنی اولاد ہی اس کا سہارا بنتی ہے اور بوڑھے شخص کو یہ نعمت نکاح کے ذریعہ ہی ملتی ہے نکاح کے بغیر زندگی گزارنے والا بڑھاپے میں بہت زیادہ تکالیف، مصائب اور آزمائشوں کا سامنا کرتا ہے۔

خواتین کے حقوق کا تحفظ

معاشرے کو خوشگوار بنانے کے لیے خواتین کے حقوق کا تحفظ بہت ضروری ہے اور خواتین کے تمام حقوق کا تحفظ نکاح کی صورت میں کر دیا گیا ہے نکاح کے ساتھ ہی مرد پر لازم ہے کہ وہ عورت کی رہائش، علاج و معالجہ، خوراک اور دیگر ضروریات زندگی کا انتظام کر کے دے، بیٹی کی صورت میں اس کی تعلیم و تربیت اور شادی تک کے تمام اخراجات

(1)…احیاء العلوم ، کتاب أداب النکاح، رقم الصفحہ:459

والد کے ذمہ ہیں نیز عورت ماں کی صورت میں ہے تو اس کی ضروریات پوری کرنے کے ساتھ، عزت و تکریم اور حسب ضرورت تمام امور کی نگہداشت کرنے کا حکم دیا ہے۔اس طرح اگر ایک عورت کی زندگی کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے تو دو حصوں کے حقوق کا تحفظ نکاح کے ساتھ ہی مشروط ہے۔

اولاد کے حقوق کا تحفظ

صرف خواتین ہی نہیں بلکہ اولاد کے حقوق کا تحفظ بھی نکاح کے ساتھ ہی ممکن ہے کہ ننی سی جان، جو بے بس، بے سہارا اور بے فکر ہوتی ہے اس کی دیکھ بھال، پرورش اور خوراک کو بروقت مہیا کرنے کا کام ماں کی ممتا کرتی ہے جبکہ باپ اس کی ضرورتوں کی تکمیل میں مصروف عمل رہتا ہے اس طرح ماں اور باپ کی مشترکہ کاوش سے اولاد کی پرورش کا انتظام ہوتا ہے۔

مسلمان کا نکاح کس سے ہو گا؟

ہم نے اختصار کے ساتھ مذکورہ بالا سطور میں نکاح کی دینی اہمیت اور معاشرتی ضرورتوں پر روشنی ڈالی ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ نکاح کے مقاصد کیا ہیں اس کو مشروع کیوں رکھا گیا ہے اور اس کے معاشرتی فوائد کیا ہیں؟ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ شادی کس سے کرنی چاہیے اور اسلام نے اس کا معیار یا حدود کیا مقرر کی ہیں؟

جب ہم قرآن حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں تو شریعت ہمیں بتاتی ہے کہ ایک مسلمان کسی مسلمان عورت سے ہی نکاح کر سکتا ہے کسی کافرہ عورت سے اس کا نکاح کرنا جائز نہیں یہی حکم مسلمان عورت کا ہے کہ وہ کسی کافر مرد کی زوجیت میں نہیں جاسکتی، پھر مسلمانوں میں کن سے نکاح جائز ہے اور کن سے نہیں اس کی تفصیل بھی محرم اور غیر محرم

کے ضمن میں بیان کی گئی ہے جن سے الحمد اللہ ہر مسلمان واقف ہے۔

انسانی فطرت کی رعایت

اسلام کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ دین، دین فطرت ہے اور اس نے اپنی تعلیمات کے ذریعہ ہر موقع پر ثابت کیا ہے کہ حقیقت میں ایسا ہی ہے شادی کرنا ایک انسان کی ضرورت ہی نہیں بلکہ اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی بھی ہے اس لیے اسلام نے انسانی فطرت کی رعایت کرتے ہوئے نکاح کے لیے اسے مخصوص خاندانوں، قبائل اور علاقوں کے ساتھ خاص نہیں کیا بلکہ اس کی فطرت، ضرورت اور سماجی رعایت کے ساتھ اسے جہاں مناسب اور بہتر لگے نکاح کا اختیار دیا ہے۔

برادری ازم، ایک معاشرتی ناسور

اسلام نکاح کی ترغیب ہی نہیں دیتا بلکہ اُس نے اپنے ماننے والوں کے لیے اس میں کافی آسانیاں پیدا کی ہیں اگر نبی اکرم، رسول محتشم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی مکمل اتباع کرتے ہوئے اِس سنت کو اپنایا جائے تو یہ مسنون طریقہ انتہائی سہل ہو جاتا ہے مگر عصر حاضر میں بیسیوں رسم ورواج نے اسے بہت مشکل بنادیا ہے آج کے دور میں شادی کرنا اور پھر اسے پایہ تکمیل تک پہنچانا آسان نہیں رہا۔

نکاح کو مشکل بنانے میں بہت سی دیگر خرابیوں کے ساتھ ایک بہت بڑی خرابی برادری ازم بھی ہے جو اب ایک معاشرتی ناسور کی شکل اختیار کرتا چلا جارہا ہے عصر حاضر میں نوجوانوں کی سوچ، فکر اور رہن سہن کا انداز بڑی تیزی سے تبدیل ہو رہا ہے جس کا بعض افراد ادراک نہیں کر پارہے یا پھر وہ کرنا نہیں چاہتے، برادری ازم کی وجہ سے نہ صرف رشتوں کے حصول میں رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں بلکہ بہت سے نوجوانوں کی جوانیاں

بھی ضائع ہو رہی ہیں۔ ہمارے ہاں برصغیر میں نکاح کے معاملہ میں برادری ازم خالص ہندوانہ سوچ ہے جس کا تدارک کرنے کی ضرورت ہے اگرچہ اسلام خاندان، قبائل اور برادری کی رعایت کرتا ہے مگر اسے لازم قرار نہیں دیتا جبکہ برصغیر میں اسے ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ لیا جاتا ہے۔

کوئی ایک نہیں ہر برادری کی اس معاملہ میں سوچ یکساں ہیں بلکہ قوم کمبوہ کے متعلق تو ایک کہاوت بھی بولی جاتی ہے

کاں، کمبوہ قبیلہ پال دا

یعنی جس طرح پرندوں میں کوا کسی دوسرے پرندے، جانور حتی کہ انسانوں کے ساتھ مانوس نہیں ہوتا اسی طرح کمبوہ اپنی برارادی سے باہر کسی بھی صورت رشتہ نہیں جوڑتا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ اگرچہ کمبوہ برادری کے متعلق یہ کہاوت بولی جاتی ہے مگر حقیقت میں تمام برادریوں کے اندر یہ سوچ ایک جیسی پائی جاتی ہے۔

اسلام نے جن مقاصد کے پیش نظر نکاح کو مشروع کیا ان میں سرفہرست اولاد کا حصول اور برائی سے بچنا ہے جبکہ ہمارے ہاں برادریاں پالنا ہے ایک برادری کے لوگ دوسری برادری کے افراد سے ہر طرح کے معاملات کر لیں گئے، ایک دوسرے کی خوشی، غمی میں برابر کے شریک ہوں گئے، ایک دوسرے کے لیے مال خرچ کرنے اور جان دینے تک جائیں گئے صرف دوستیاں ہی نہیں کریں گئے بلکہ پگڑیاں[1] بھی تبدیل کر لیں گئے

---
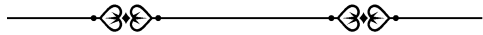
(1)... پگڑیاں تبدیل کرنے کا عمل زیادہ تر گاؤں، دیہاتوں میں پایا جاتا ہے جب دو مختلف برادریوں کے دو افراد کے درمیان بہت گہری دوستی ہو جائے توپھر اہل علاقہ کی موجودگی میں وہ دونوں ایک دوسرے کے سر پر پگڑیاں باندھتے ہیں جس کے بعد وہ دوست سے بھائی بن جاتے ہیں پھر ایک دوسرے کی خوشی، غمی میں اسی طرح شریک ہوتے ہیں جیسے دو سگے بھائی ایک دوسرے کے سکھ اور غم بانٹتے ہیں۔

مگر جیسے ہی بچوں کی شادی کے دن آئیں گئے تو اس وقت دیگر چیزوں کے ساتھ صرف برادری ہی دیکھی جاتی ہے ہر برادری والے رشتے کا انتخاب کرنے میں اپنے ہر طرح کے معیارات پر سمجھوتا کرلیں گئے اگر نہیں کریں گئے تو برادری میں نہیں ہو گا، رانے کو رانا، راؤ کو راؤ، کمبوہ کو کمبوہ اور مغل کو صرف مغل ہی چاہیے (علی ھذا القیاس)

کہنے والے نے ایسے ہی لوگوں کے متعلق کہا ہے کہ رشتہ کرنا ہو تو ہر صورت برادری چاہیے لیکن اگر ایمر جنسی خون کی ضرورت پڑ جائے تو ہر برادری کا چلے گا۔

کفو، خاندان اور برادری میں فرق

برادری ازم کس طرح معاشرتی ناسور بن کر ہمارے معاشرے میں پنپ رہا ہے اور اس کے کیا نقصانات سوسائٹی میں آرہے ہیں؟ اسلامی تعلیمات اور زمینی حقائق کی روشنی میں درج ذیل سطور میں ان کا تجزیہ کرتے ہیں۔ لیکن اس سے قبل یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ کفو کی بحث اس سے خارج ہے برادری ازم اور کفو[1] دو الگ الگ چیزیں ہیں جنہیں ایک جگہ جمع نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح خاندان اور برادری بھی جدا جدا ہیں خاندان میں وہ افراد شامل ہیں جو آپ کے رشتے دار ہیں وہ رشتہ چاہے کسی بھی جہت سے ہو اور یہ مخصوص افراد ہوتے ہیں رشتے داروں میں برادری کا ہونا ضروری نہیں دو مختلف برادریوں کے لوگ بھی رشتے دار یعنی خاندان کے افراد ہو سکتے ہیں جبکہ برادری میں رشتے دار و غیر رشتے دار سب شامل ہوتے ہیں اگر کوئی کمبوہ برادری سے تعلق رکھتا ہے تو دنیا بھر

---

(1)... صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی لکھتے ہیں: کفو کے یہ معنی ہیں کہ مرد عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح عورت کے اولیا کے لیے باعثِ ننگ و عار ہو، کفائت صرف مرد کی جانب سے معتبر ہے عورت اگرچہ کم درجہ کی ہو اس کا اعتبار نہیں۔ بہار شریعت، 2/53

کے وہ تمام افراد جو خود کو کمبوہ کہلواتے ہیں اس کی برادری کے لوگ ہوئے۔

اسلام کے تصور اخوت کا خاتمہ

اسلام کی تعلیمات بہت پیاری ہیں یہ اپنے ماننے والوں کے درمیان اخوت اور محبت کی فضاء دیکھنا چاہتا ہے اسلام کے ماننے والے دو دو افراد میں سے ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں رہتا ہے مگر اسلام کی برکت سے وہ ایک دوسرے کے بھائی ہیں مگر برادری ازم اسلام کے اس تصور اخوت کو ختم کرنے کا سبب بن رہا ہے برادری ازم نے مسلمانوں کے درمیان نفرت، لڑائی، جھگڑے اور باطل کا ساتھ دینے کے کلچر کو عام کیا ہے، میری اس بات سے وہ تمام افراد اتفاق کریں گئے جنہوں نے گاؤں دیہاتوں کا ماحول دیکھا ہوا کہ کس طرح دو برادریوں کے درمیان لڑائی جھگڑے کے وقت یہ جانتے ہوئے بھی کہ کوئی فرد ناحق ہے پھر بھی محض اس وجہ سے اس کا ساتھ دیا جاتا ہے کہ وہ اس کی برادری سے تعلق رکھتا ہے۔ جبکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ نبی مکرم، رسول محتشم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

”وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا، الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ“

اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔(1)

مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں: مسلمان مسلمان کا دینی و اسلامی بھائی ہے یا مسلمان مسلمان کے لیے سگے بھائی کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی اہم کہ نسبی بھائی کو ماں باپ نے بھائی بنایا ہے اور مسلمان کو حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے بھائی بنایا، حضور

(1)…مسلم، کتاب البرو الصلۃ و الاداب، باب تحریم الظلم المسلم… رقم الحدیث 6541

سے رشتہ غلامی قوی ہے ماں باپ سے رشتہ نسبی ہے۔[1]

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: آج ہم میں یہ عیب بہت ہے۔ پیشوں، نسبوں ،(یعنی برادریوں) یا غربت و افلاس کی وجہ سے مسلمان بھائی کو حقیر جانتے ہیں حتی کہ صوبجاتی تعصب ہم میں بہت ہو گیا کہ وہ پنجابی ہے، وہ بنگالی، وہ سندھی، وہ سرحدی، (ہے جبکہ) اسلام نے یہ سارے فرق مٹادیئے (ہیں)۔[2]

نسب پر فخر

ہمارے معاشرے میں کسی بھی برادری سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی شخص خود کو عالی نسب ہی سمجھتا ہے اگرچہ معاشرہ اسے یا اس کی برادری کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہو مگر وہ اپنی برادری کی کسی ایک خوبی کو لے کر دیگر برادریوں پر فخر کرتا ہے جو کہ من وجہ اپنے نسب پر فخر کرنا ہے یعنی اس وقت وہ یہ بتانا چاہ رہا ہوتا ہے کہ میرا تعلق ایسے نسب (برادری) سے ہے جس کے اندر فلاں کمال یا خوبی پائی جاتی ہے جو کسی اور میں کہاں؟ جبکہ نسب پر فخر کرنے کو اللہ رب العزت پسند نہیں کرتا، مالک کائنات نے ارشاد فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ

(1)…مراۃ المناجیح ، 386/6

(2)…ایضا ، ص 387

پرہیز گار ہے بے شک اللہ جاننے والا خبر دار ہے۔[1]

اس آیت میں نسب پر فخر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔[2]

نیز مختلف قومیں، قبیلے، برادریاں اور خاندان بنانے کا مقصد یہ ہے کہ تم باہم ایک دوسرے کی پہچان رکھو کہ ایک شخص دوسرے کا نسب جانے کہ کوئی شخص اپنے باپ دادا کے سوا کسی دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب نہ کرے نہ یہ کہ تم اپنے اپنے نسب پر فخر کرنا شروع کر دو۔[3]

امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی لکھتے ہیں:

☆ہاں نسب پر فخر جائز نہیں

☆نسب کے سبب اپنے آپ کو بڑا جاننا، تکبر کرنا جائز نہیں

☆دوسروں کے نسب پر طعن جائز نہیں

☆انھیں کم نسبی کے سبب حقیر جاننا جائز نہیں

☆نسب کو کسی کے حق میں عار یا گالی سمجھنا جائز نہیں

☆اس کے سبب کسی مسلمان کا دل دکھانا جائز نہیں۔[4]

صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں: مدار عزت و فضیلت کا پرہیز گاری

(1)…پ26، الحجرات، 13

(2)…انظر، تفسیر بغوی، تحت الایہ، ص 1224

(3)…مدارک التنزیل، تحت الایہ بتغیر قلیل

(4)…فتاوی رضویہ، 23/ 256

ہے نہ کہ نسب۔[1]

نبی کریم صَلَّی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جب قیامت کا دن ہو گا تو بندوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اس حال میں کہ وہ غیر مختون ہوں گے اور ان کی رنگت سیاہ ہو گی، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: "اے میرے بندو! میں نے تمہیں حکم دیا اور تم نے میرے حکم کو ضائع کر دیا اور تم نے اپنے نسبوں کو بلند کیا اور انہی کے سبب ایک دوسرے پر فخر کرتے رہے، "الیوم اضع انسابکم" آج کے دن میں تمہارے نسبوں کو حقیر و ذلیل قرار دے رہا ہوں، میں ہی غالب حکمران ہوں، کہاں ہیں مُتَّقی لوگ؟ کہاں ہیں متقی لوگ؟ (پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا) بیشک اللہ تعالیٰ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔[2]

بلکہ سرکار عالی وقار، نبی مختار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:
"كُلُّكُمْ بَنُو آدَمَ، وَآدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ لَيَنْتَهِيَنَّ قَوْمٌ يَفْخَرُونَ بِآبَائِهِمْ أَوْ لَيَكُونَنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللَّهِ مِنَ الْجِعْلَانِ"۔[3]

تم سب حضرت آدم علیہ السّلام کی اولاد ہو اور حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنے والی قوموں کو چاہیے کہ وہ باز آجائیں یا پھر وہ اللہ کے نزدیک کیڑے مکوڑوں سے بھی زیادہ حقیر ہو جائیں گی۔

اور اس طرح آباؤ اجداد پر فخر کرنا انسان کو تکبر کی طرف لے کر جاتا ہے اور متکبرین کو

(1)…خزائن العرفان ، ص 951

(2)…تاریخ بغداد، 246/13 ، رقم الحدیث:6125

(3)…البحر الذخار،الجزالسابع، المستظل بن حصین بن حزیفہ ، رقم الحدیث:2938

اللہ پسند نہیں کرتا ارشاد باری تعالی ہے

﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ﴾

بے شک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا۔[1]

حضرت سلیمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پوچھا گیا کہ وہ کون سا گناہ ہے جس کی موجودگی میں کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی تو آپ نے فرمایا: وہ گناہ تکبر ہے۔(جس کی موجودگی میں انسان کی کوئی نیکی اس کے کسی کام نہیں آتی)۔[2]

انسان تکبر میں کئی وجہوں سے مبتلا ہوتا کبھی خود کو دوسروں کے مقابل بلند سمجھنے کی وجہ سے کبھی ان سے خود کو اچھا سمجھنے کی وجہ سے، کبھی آباؤ اجداد کے کارناموں پر فخر کرنے کی وجہ سے اور کبھی اپنے اچھے نسب کی وجہ سے تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

رشتوں کے حصول میں رکاوٹ

بعض اوقات برادری ازم رشتوں کے حصول اور جلد شادی ہونے میں بھی رکاوٹ بنتی ہے ہمارے ہاں یا تو لوگ اپنے رشتے داروں میں شادی کرتے ہیں جہاں فریقین کو بچوں کے رہن، سہن، اخلاق و عادات اور شکل و صورت کے متعلق بڑی اچھی معلومات ہوتی ہے یا خاندان سے باہر، خاندان سے باہر شادی کرنے والے عموماً وہ افراد ہوتے ہیں جن کی یا تو مالی اور معاشی پوزیشن کافی کمزور ہوتی ہے جس کی وجہ سے خاندان کے دیگر افراد ان سے مزید تعلقات نہیں جوڑتے یا پھر وہ افراد جن کے معیار کا رشتہ خاندان میں نہیں ہوتا ایسے

(1)…پ14، النحل ، 23

(2)…احیاء العلوم، کتاب ذم الکبر و العجب، رقم الصفحہ:1252

لوگ پھر اپنے معیار اور سٹیٹس کے لحاظ سے خاندان سے باہر برادری میں رشتہ ڈھونڈتے ہیں ان کے دائیں بائیں بیسیوں ایسے رشتے موجود ہوتے ہیں جو ان کے بلکل معیار اور پسند کے مطابق ہوتے ہیں مگر صرف اس وجہ سے وہاں لوگ اپنے بچوں کی شادی نہیں کرتے کہ وہ ان کی برادری نہیں ہوتی۔ اس طرح برادری کے اندر ہی اچھے رشتوں کے حصول میں سالوں بھی گزر جاتے ہیں اور نوجوان نکاح کے بغیر زندگی گزار رہے ہوتے ہیں جو کہ بعض اوقات کئی فتنوں کا سبب بنتا ہے۔

شریعت مطہرہ برادری ازم سے ماورا اچھے دین اور عمدہ اخلاق کی بناء پر نکاح کی ترغیب دلاتی ہے پیارے مدنی آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

''إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ، فَأَنْكِحُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ''

جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص رشتہ لے کر آئے جس کے دین واخلاق سے تم راضی ہو تو اس سے شادی کر دو اگر تم ایسا نہیں کرو گئے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو گا۔ [(1)]

سنن ابی سعید کی روایت میں خلق کی جگہ ''أَمَانَتَهُ'' کے الفاظ ہیں۔[(2)]

اور امام بیہقی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ''قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ'' یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔[(3)]

شادیوں کی وجہ سے ملنے والی پریشانیوں اور فتنوں سے بچنے کے لیے مسلمانوں کو نا
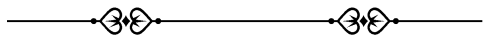
(1)...السنن الکبری للبیہقی، الجز السابع، باب الترغیب فی التزویج... رقم الحدیث:13481

(2)...سنن سعید بن منصور، الجز الثالث، باب ما جاء فی المناکحۃ، رقم الحدیث: 590

(3)...السنن الکبری للبیہقی، الجز السابع، باب الترغیب فی التزویج... رقم الحدیث:13481

صرف اس حدیث کو حفظ کر لینا چاہیے بلکہ اس پر عمل کرنا بھی انتہائی ضروری ہے امانت اور خلق کا تعلق حسن معاش اور اچھی صفات سے ہے جبکہ دین داری حقوق کو بروقت اور احسن طریقے سے ادا کرنے کا سبب بنتی ہے یعنی دین دار شوہر ہو یا بیوی وہ اپنے شریک حیات کے حقوق کی ادائیگی کے سبب اس کے لیے سکون اور خوشی کا باعث بنتا ہے جبکہ نسب، برادری اور مال داری کی بناء پر کیے گئے رشتے عموما فتنوں اور فساد کی طرف لے جاتے ہیں جس کا نتیجہ بے اطمینانی، لڑائی، جھگڑے اور طلاق کی صورت میں سامنے آتا ہیں جس کا مشاہدہ ہم اپنے ارد گرد عام کرتے ہیں۔

پسند کی شادی میں رکاوٹ

لوگوں کی عادات، ان کی سوچ اور معاشرے پر نگاہ رکھنے والے جانتے ہیں کہ ایک عام فرد کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی اس کی شادی ہوتی ہے جس کے بعد وہ ایک نئ زندگی شروع کرتا ہے جس میں اس کے ساتھ بہت سے نئے افراد اور خاندان جڑ جاتے ہیں اور زندگی کے نئے اور انوکھے تجربات سے روشناس ہوتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا اسلام مسلمان کو پسند کی شادی کرنے کی اجازت دیتا ہے یا اسے اس بات کا پابند کرتا ہے کہ جہاں بڑے اس کی شادی کریں وہ ہر صورت وہیں شادی کرے گا۔ تو اس سلسلہ میں قرآن کا فیصلہ بڑا واضح اور دوٹوک ہے ارشاد باری تعالی ہے

﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾

تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں ۔[1]

(1)…پ4، النساء، 3

انسان کے ماں باپ، بہن بھائی یا دنیا کے تمام دیگر رشتے قدرت کا فیصلہ ہیں جسے ہر صورت قبول کرنا اور ان رشتوں کے تقدس کی حفاظت اور حقوق کی ادائیگی لازم ہے جبکہ شریک حیات کو چننے کا اختیار مالک کائنات نے انسان کو عطا کر دیا ہے کہ اسے جہاں مناسب لگے اور جس کے ساتھ وہ اچھے طریقے سے زندگی گزار سکتا ہے اس کا انتخاب کرے، انسان کی اس پسند کو رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے بھی برقرار رکھا ہے البتہ پیارے آقا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اپنے امتی کی بھلائی کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے ترغیب دلائی ہے کہ وہ کسی دین دار سے شادی کرے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

"تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فاظفر بذات الدين"

عورت سے چار خوبیوں کی بناء پر نکاح کیا جاتا ہے اس کے مال کی بناء پر، حسب و نسب کی بناء پر، حسن و جمال کی بناء پر اور اس کی دین داری کی وجہ سے تو تم دین دار عورت کو ترجیح دو۔[1]

دین دار عورت سے نکاح کی ترغیب دلاتے ہوئے ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

"الدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ"

دنیا ایک طرح کا سرمایہ ہے اور اس کا بہترین سرمایہ نیک بیوی ہے۔[2]

ان احادیث پر غور کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہاں بھی مسلمان کی پسند کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے صرف یہ کیا کہ اسے اپنی پسند کو تقوی و پرہیز گاری کی طرف موڑنے کی ترغیب دلائی ہے۔ کہ اگر وہ اپنے لیے کسی کا انتخاب خود کرنا چاہتا ہے تو اس سلسلہ میں دین دار عورت کو ترجیح دے اور یہی حکم عورت کے لیے بھی ہے کہ وہ بھی اپنے

(1)...بخاری، الجز السابع، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین، رقم الحدیث:5080

(2)...مسلم، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا المراۃ الصالحۃ، راقم الحدیث:3643

لیے دیندار مرد کا انتخاب کرے۔

اسی طرح کسی جگہ رشتہ کرنے سے قبل شریعت مطہرہ نے اپنے شریک حیات کو ایک نظر دیکھنے کی جو رخصت دی ہے اس کی حکمت بھی انسان کی پسند کو مد نظر رکھنا ہے کہ جس کے ساتھ اس نے زندگی گزارنی ہے نکاح سے قبل ہی اس کے متعلق وہ مطمئن ہو جائے تاکہ بعد میں کسی وجہ سے معاملات خراب نہ ہوں کیونکہ نکاح کے بعد انسان کے ہم سفر میں کسی عیب کی وجہ سے عدم رغبت یا لڑائی جھگڑا شروع ہوتا ہے تو اس کی انتہاء طلاق پر ہوتی ہے جس کی وجہ سے صرف دو افراد ہی جدا نہیں ہوتے بلکہ دو گھر ٹوٹ جاتے ہیں اور معاشرے میں اس کا بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔

ہمارے ہاں برادری ازم کا فلسفہ لوگوں کے ذہنوں میں اس قدر راسخ ہو چکا ہے کہ اس کی وجہ سے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی شخص پسند کی شادی کر سکے۔ کسی مرد و عورت کی پسند کو تو چھوڑیں اگر ان کے بڑے بھی اپنے سے الگ برادری کے کسی خاندان کے کردار و اخلاق سے مطمئن ہوں اور وہاں اپنے بچوں کی شادی بھی کرنا چاہ رہے ہوں تو برادری کی وجہ سے وہ ہمت نہیں کر پاتے اور نا چاہتے ہوئے بھی انہیں برادری میں ہی سر دینا پڑتا ہے۔

اور اگر کوئی شخص بضد رہے کہ اس نے اپنی پسند سے ہی شادی کرنی ہے اور ایسوں کی پسند عموماً برادری سے باہر ہی ہوتی ہے تو خاندان کے تمام افراد مل کر اس کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتے ہیں اسے اِس کام سے باز رہنے کی تلقین کرتے ہیں، ذہنی ٹارچر کرتے ہیں گھر سے نکالنے اور ہمیشہ کنوارہ رکھنے کی دھمکیاں دیتے ہیں، مار پیٹ کرتے ہیں اور بعض تو اس میں اتنی زیادہ سختی کرتے ہیں کہ ایسے فرد کو گھر سے نکال کر سماجی

بائیکاٹ بھی کر دیتے ہیں۔ یہ سب اس وجہ سے نہیں ہوتا کہ وہ جہاں شادی کرنا چاہ رہا ہے وہ فیملی اچھی نہیں ہے، ان کا اخلاق و کردار برا ہے یا معاشرے میں ان کا کوئی مقام نہیں ہوتا بلکہ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہوتی ہے کہ وہ ان کی برادری نہیں ہوتی، اس طرح ہر برادری نے اپنے سے غیر برادری کے ساتھ رشتے بنانے کو خود پر حرام کیا ہوا ہے جو کہ سراسر اسلام کی تعلیمات اور نکاح کی حکمتوں کے خلاف ہے۔

زنا کا سبب

قدرت کا بنایا ہوا نظام ہے کہ فطری طور پر مرد، عورت کی طرف اور عورت، مرد کی طرف میلان رکھتی ہے اگر یہ میلان نہ ہوتا تو نسل انسانی کا سلسلہ آگے نہ بڑھتا، جب ہم اپنے بچوں کی شادی وقت پر نہیں کرتے تو شہوت اور جذبات سے مغلوب ہو کر خوف خدا سے عاری لوگ نا صرف غیر محرموں سے ناجائز دوستیاں کرتے ہیں بلکہ انہیں پتا ہوتا کہ برادری ازم کا سسٹم ہمیں نکاح نہیں کرنے دے گا جس کی وجہ سے وہ زنا جیسے کبیرہ گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں اگر اس جہت سے دیکھا جائے تو ہمارے معاشرے میں زنا کے عام ہونے کی ایک وجہ برادری ازم کا فرسودہ فلسفہ بھی ہے۔

زانی کی سزا

زنا وہ کبیرہ گناہ ہے جس کی قرآن و حدیث میں بکثرت وعیدات آئی ہیں اور قتل کے بعد یہی وہ گناہ ہے اسلام میں جس کی سزا بہت سخت اور عبرت ناک ہے اللہ رب العزت نے اس گناہ کے قریب جانے سے بھی روکا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا﴾

اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُری راہ۔[1]

اور یہ ان گناہوں میں شامل ہے جن کی سزا مالک کائنات نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس گناہ کی اخروی سزا کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''إن الزُّناةَ تشْتَعِلُ وجوهُهُم ناراً''

بے شک زانیوں کے چہرے آگ سے بھڑکائے جائیں گئے۔[2]

ایک طویل حدیث میں ہے کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے آج رات (خواب میں) دیکھا کہ دو آدمی (فرشتے بصورت آدمی) میرے پاس تشریف لائے اور مجھے ارض مقدس کی طرف لے کر چلے... پھر فرمایا ہم تنور جیسے ایک سوراخ کے پاس پہنچے جس میں شور شرابا ہو رہا تھا ہم نے اس کے اندر جھانک کر دیکھا تو اس کے اندر ننگے مرد اور عورتیں تھیں اور ان کے نیچے سے شعلے بھڑکتے تھے اور جب شعلے ان تک پہنچتے تھے تو یہ لوگ شور مچاتے تھے۔

''وَأَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِينَ فِي مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُّورِ، فَإِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِي''

اور وہ ننگے مرد اور ننگی عورتیں جو تنور جیسی عمارت میں جل رہے تھے وہ زانی مرد اور زانی عورتیں تھیں۔ (جنہیں ان کے گناہ کی وجہ سے سزا مل رہی تھی)۔[3]

یہ تو اس کی اخروی سزائیں تھیں دنیا میں اس گناہ کی نحوست یہ ہے کہ یہ فقر، تنگدستی لاتا

(1)…پ15، بنی اسرائیل ، 32

(2)… الترغیب و الترہیب،الجز الثانی، کتاب الحدود، باب الترہیب من الزنا سیما… رقم الحدیث:4075

(3)…بخاری، الجز التاسع، باب تعبیر الرؤیا بعد صلاۃالصبح، رقم الحدیث:7049

ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

''الزِّنَا یُورِثُ الْفَقْرَ''

زنا غربت و فقیری لاتا ہے۔(1)

نشے کا عادی ہونا

شراب کی حرمت قرآن مجید میں صراحتاً بیان کی گئی ہے جبکہ دیگر نشوں کی حرمت احادیث میں آئی ہے نبی رحمت شفیع امت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

''کُلُّ سُکْرٍ حَرَامٌ''

ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔(2)

اس کے باوجود کفار کی طرح ہمارا معاشرہ بھی بڑی تیزی سے نشے کا عادی ہو رہا ہے اس کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے ایک پسند کی شادی کرنے والوں کے سامنے برادری اور فیملی کا سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جانا بھی ہے یعنی عشق مجازی میں ناکام ہونے والے اکثر نشے کے عادی ہو جاتے ہیں نشہ کرنے والوں کا سروے کرکے دیکھ لیں ان میں ایک بڑی تعداد ایسے افراد کی ملے گی جو کسی بھی وجہ سے عشق مجازی میں ناکام ہوئے اور پھر نشے پر لگ گئے، جس کے بعد نہ صرف ان کی اپنی جوانی برباد ہوئی بلکہ گھر والے بھی ہمیشہ پریشان اور مصائب کا شکار رہتے ہیں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ محبت میں ناکام ایک ایجوکیٹڈ لڑکا جس کی فیملی نے اس کی پسند کی جگہ شادی نہیں ہونے دی اس نے مجھے کال کرکے دعا

(1)…شعب الایمان، الجز السابع، باب فی تحریم الفروج …رقم الحدیث: 5034

(2)…معرفة السنن والآثار، الجز الثالث عشر،کتاب الاشربۃ، باب ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام، رقم الحدیث: 173

خیر کے لیے کہا اور بتایا کہ اس کی ساری رات سگریٹ پیتے گزر جاتی ہے اور نیند نہیں آتی پھر کچھ دنوں بعد پتا چلا کہ اب وہ چرس ڈھونڈ رہا ہے یعنی وہ نشے کا عادی ہو رہا ہے حالانکہ اِس سے قبل اُس کے خاندان میں کوئی بھی فرد نشہ نہیں کرتا تھا۔

اگر ہمارے سسٹم میں سے برادری ازم کا نظریہ نکال دیا جائے اور نکاح و رشتے خالص دین داری اور تقوی و پرہیز گاری کی بنیاد پر ہونے شروع ہو جائیں تو کتنے ہی نوجوانوں کی جوانیاں نشے کے ذریعے ضائع ہونے سے بچ جائیں اور نشے کی وجہ سے پیدا ہونے والی کتنی ہی خرابیوں کا خاتمہ خود بخود ہو جائے۔

ذرا ایک لمحے کے لیے سوچیں خدانخواستہ اگر کبھی آپ کا بچہ آپ کے سامنے اپنی پسند کا اظہار کر کے شادی کرنے کا کہے اور آپ کے لاکھ منع کرنے کا باوجود بھی وہ پیچھے نہ ہٹے تو آپ پھر بھی برادری سے صرف یہ سننے کے لیے کہ چوہدری (حضرت) صاحب نے کسی بھی صورت اپنے بچے کی برادری سے باہر شادی نہ کر کے بہت اچھا کیا اور اولاد کو نشے کی دلدل میں دھکیلنے کے چانس پیدا کر دیئے ٹھیک ہے یا اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کی شادی کر دینا بہتر ہے تاکہ بعد میں وہ نشے اور اس سے پیدا ہونے والی مصیبتوں سے تو بچ سکے؟

خودکشی کا سبب

خودکشی کرنے والوں میں سب سے زیادہ دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں اول: غربت اور حالات سے تنگ افراد جو مشکل حالات سے لڑنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ دوم: محبت میں ناکام ہونے والے، ایسے افراد کو لگتا ہے کہ جس کو وہ اپنا جیون ساتھی بنا کر زندگی گزارنا چاہتا ہے وہ ہی اس کی دنیا ہے جب وہ ہی نہ ملا تو میں زندہ رہ کر کیا کروں گا پھر اپنوں کی ڈٹ کر مخالفت بھی اس سے جینے کی امیدیں چھین لیتی ہے جس کے بعد وہ خودکشی کو گلے لگا لیتا ہے۔

آپ اخبارات اٹھا کر دیکھ لیں ، اپنے ارد گرد نظر دوڑائیں کتنے ہی نوجوانوں کی زندگیاں برادری ازم کی نظر ہو چکی ہیں جبکہ ان کے پچھلوں کے ہاتھ افسوس، حسرت اور آنسو بہانے کے علاوہ اور کچھ نہیں آیا، جن رشتے داروں یا برادری کو خوش کرنے والوں نے جب اپنے بچوں کو بھری جوانی میں خودکشی کے بعد قبر میں اتارا یہی لوگ بعد میں اپنی ہی برادری سے باتیں سن رہے ہوتے ہیں کہ اگر بچہ اتنی ہی ضد کر رہا تھا تو شادی کر دیتے آج یہ دن تو نہ دیکھنا پڑتا۔

مجھے حیرانگی ہوتی ہے ایسے والدین پر جنہوں نے اپنے بچوں کی خوشیوں کے لے ہر طرح کی قربانی دی اپنا سکھ ،دکھ ان پر قربان کر دیا ہر طرح کے مشکل حالات میں بھی ان کو خوش رکھنے کی کوشش کی اور اپنی استطاعت کے مطابق ان کی ہر خواہش پوری کی مگر جیسے ہی شادی کے دن آتے ہیں تو اُس وقت اُن کی پسند اور خوشی کو فراموش کر کے فقط لوگوں کو خوش کرنے کے لیے ان کی بات نہیں سنی جاتی اور زندگی بھر کے لیے انہیں آہوں، سسکیوں اور تکلیفوں میں چھوڑ دیتے ہیں۔ ایسے والدین زندگی بھر کے لیے اولاد کے دل میں اپنے لیے نفرت کا بیج خود بوتے ہیں۔ جب آپ نے ان کے لیے اتنا کچھ کیا تو ایک خوشی اور دے دیں۔

خودکشی گناہ کبیرہ ہے

خودکشی گناہ کبیرہ ہے قرآن حدیث میں اس کی سخت وعیدات آئی ہیں خودکشی کرنے والا اگر سمجھتا ہے کہ خودکشی کر کے اس نے مصائب اور پریشانیوں سے چھٹکارہ پالیا تو یہ اس کی غلط فہمی ہے بلکہ وہ دنیا سے بھی بڑی مصیبت میں پھنس جاتا ہے اور وہ ہے آخرت کا عذاب، مالک کائنات نے اپنے بندوں کو خودکشی کرنے سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا(۲۹) وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّ ظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِیْهِ نَارًا ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا(۳۰)﴾

اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔ اور جو ظلم وزیادتی سے ایسا کرے گا تو عنقریب ہم اُسے آگ میں داخل کریں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے۔[1]

رسول اکرم شہنشاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

جو شخص جس چیز سے خود کو قتل کرے گا روز محشر اللہ تعالی اسی چیز کے ساتھ اسے عذاب دے گا۔[2]

مزید فرمایا:

"الَّذِي يَخْنُقُ نَفْسَهُ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ، وَالَّذِي يَطْعَنُهَا يَطْعُنُهَا فِي النَّارِ"

جس نے اپنا گلا گھونٹا تو وہ جہنم کی آگ میں اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جس نے خود کو نیزہ مارا وہ جہنم کی آگ میں خود کو نیزہ مارتا رہے گا۔[3]

پیارے مدنی، مکی آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے گذشتہ امتوں میں سے ایک شخص کا جس نے خودکشی کرلی تھی کا واقعہ بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

"فَقَالَ اللّٰهُ: بَدَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ، حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ"

اللہ تعالی نے فرمایا میرے بندے نے میرے حکم میں جلدی کی تو میں نے اس پر جنت کو

(1)…پ5، النساء، 29

(2)…مسلم، کتاب الایمان ، باب غلظ تحریم قتل الانسان… رقم الحدیث302

(3)…بخاری، الجز الثالث ،کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قاتل النفس… رقم الحدیث:1373

حرام کر دیا۔[1]

شادی کے بغیر زندگی گزارنا

بعض لوگ من پسند جگہ پر شادی نہ ہونے کے بعد کسی دوسری جگہ شادی نہیں کرتے اور تنہاء زندگی گزار دیتے ہیں اس کا سبب یہ نہیں ہوتا کہ بعد میں انہیں شادی کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی بلکہ وجہ یہ ہوتی ہے کہ اپنوں کی سخت مخالفت کے بعد اُن کا رشتوں سے اعتماد اٹھ جاتا ہے وہ اندر سے ٹوٹ جاتے ہیں انہیں لگتا ہے کہ جس طرح اُن کے انتہائی قریبی عزیز، جن میں والدین، بھائی، بہن اور خاندان کے دیگر افراد شامل ہوتے ہیں جب وہ اُس کے جذبات، احساسات اور خوشیوں کو مد نظر نہیں رکھتے تو پھر کوئی دوسرا کیا رکھے گا؟۔

ہر انسان جانتا ہے کہ شادی کے بغیر تنہاء زندگی گزارنا کتنا مشکل ہے اپنوں کی مخالفت کے بعد ایسا شخص جس درد و کرب اور ذہنی تکلیف کے ساتھ پوری زندگی تنہاء بسر کرتا ہے اس کے اصل ذمہ دار اُس کے وہ اپنے ہوتے ہیں جنہوں نے معاشرے کی غیر ضروری رسم و رواج کو اس کے سر تھوپ کر زبردستی اس کو اِن کا پابند بنانا چاہا جبکہ وہ اُن سے آزاد زندگی گزارنا چاہتا تھا۔

صرف برادری کے نام پر اپنوں کی سخت مخالفت کرکے انہیں تنہاء زندگی گزارنے کے لیے مجبور کرنے والے اپنا محاسبہ خود ہی کرلیں آخر کسی کی زندگی برباد کرکے انہیں کیا ملا؟۔

نبی رحمت شفیع امت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

(1)…ایضا ، رقم الحدیث:1372

"یسروا ولاتعسروا وبشروا ولا تنفروا"

آسانیاں پیدا کرو اور کسی کو تنگی مت دو خوشخبری دو، متنفر نہ کرو۔[1]

گھر سے بھاگنے کا سبب

سب جانتے ہیں کہ نوجوان بچے، بچیاں گھر سے بھاگ کر شادی کیوں کرتے ہیں؟ انہیں اچھی طرح معلوم ہوتا کہ ان کے بڑے ان کی مرضی سے شادی نہیں ہونے دیں گئے اس لیے وہ یہ گھٹیا رستہ اپناتے ہیں خود بھی ذلیل ہوتے ہیں اور اپنے والدین کو بھی معاشرے میں رسوا اور شرمندہ کرتے ہیں جو لوگ گھر سے بھاگ کر شادی کرتے ہیں آپ ان کا سروے کرکے دیکھ لیں ان کی اکثریت دو مختلف برادریوں سے تعلق رکھنے والی ہو گی اگر برادری ازم کا یہ فرسودہ نظام ختم ہو جائے تو بہت حد تک والدین اولاد کے گھر سے بھاگ کر شادی کرنے کی ذلت سے محفوظ رہ سکتے ہیں کیونکہ عموماً والدین برادری اور رشتے داروں کے اندر بچوں کی پسند کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں اور ان کی چاہت کے مطابق شادی کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔

طلاق کا سبب

برادی ازم میں جہاں دیگر کئی خرابیاں ہیں وہیں اِن میں طلاق بھی شامل ہے بعض نوجوان برادری اور خاندان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اُن کی مخالفت کے باوجود اپنی مرضی سے شادی کر لیتے ہیں بعد میں جب خاندان کو پتا چلتا ہے تو ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کرکے شوہر اور بیوی کے درمیان طلاق دلواتے ہیں جس کی کسی صورت حوصلہ افزائی

(1)...بخاری، کتاب العلم، باب ماکان النبی ﷺ یتخولہم بالموعظۃ... رقم الحدیث:70

نہیں کی جاسکتی۔

فیملی سے چھپ کر نکاح وہی لوگ کرتے ہیں جنہیں یقین ہوتا ہے کہ ان کے گھر والے ان کی پسند کی جگہ کسی صورت شادی نہیں ہونے دیں گئے اگر کوئی ایسی حرکت کرے تو پھر بعد میں خاندان یابرادری کو زور، زبردستی کر کے طلاق نہیں دلوانی چاہیے بلکہ ان کے معاملات اللہ کے سپرد کر دینے چاہیں۔ مشاہدہ یہی ہے کہ جب خاندان کے افراد ایسوں کو زبردستی طلاق دلواتے ہیں تو پھر بہت سی خرابیاں جنم لیتی ہیں اور بعد میں ایسے لوگوں کی زندگی کم ہی نارمل ہوتی ہے بلکہ اُن سے جڑا ہر فرد اِس سے متاثر ہوتا ہے اور بعد میں ایسے لوگ زیادہ تر معاشرے کی غیر ضروری منفی سوچ اور رویوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور پھر ایسے کم ہی افراد ہوتے ہیں جن کا برادری یاخاندان میں مناسب رشتہ ہو جائے۔

طلاق اللہ کو پسند نہیں

طلاق وہ واحد فعل ہے جس کے جائز ہونے کے باوجود اللہ نے اسے پسند نہیں کیا اور شریعت کی تعلیم ہے کہ جہاں تک ہو سکے خود کو طلاق سے بچاؤ، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

”مَا أَحَلَّ اللَّهُ شَيْئًا أَبْغَضَ إِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ“

تمام حلال چیزوں میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔[1]

ایک دوسرے مقام پر اپنے پیارے صحابی حضرت معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو فرمایا:

(1)…ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب فی کراہیۃ الطلاق، رقم الحدیث: 2177

''يَا مُعَاذُ مَا خَلَقَ اللَّهُ شَيْئًا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الْعَتَاقِ ، وَلَا خَلَقَ اللَّهُ شَيْئًا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَبْغَضَ إِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ''

اے معاذ اللہ تعالیٰ نے زمین پر کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی جو اس کے نزدیک غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہو اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے زمین پر کوئی ایسی چیز پیدا کی ہے جو اس کے نزدیک طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ ہو۔[1]

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی محتشم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

''إِنَّ إِبْلِيسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ، ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ، فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً، يَجِيءُ أَحَدُهُمْ، فَيَقُولُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، فَيَقُولُ: مَا صَنَعْتَ شَيْئًا، قَالَ: وَيَجِيءُ أَحَدُهُمْ، فَيَقُولُ: مَا تَرَكْتُهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَهْلِهِ، قَالَ: فَيُدْنِيهِ مِنْهُ- أَوْ قَالَ: فَيَلْتَزِمُهُ -وَيَقُولُ: نِعْمَ أَنْتَ أَنْتَ''

بے شک ابلیس پانی پر اپنا تخت بچھاتا ہے پھر اپنے لشکروں کو (انسانوں کے درمیان فتنے پھیلانے کے لیے) بھیجتا ہے اور سب سے زیادہ مرتبے والا اس کے نزدیک وہ ہے جس کا فتنہ بڑا ہوتا ہے ان میں سے ایک آکر کہتا ہے میں نے یہ یہ کام کیا وہ کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا۔ دوسرا آکر بتاتا ہے کہ میں نے فلاں مرد اور عورت کے درمیان جدائی (طلاق) کروادی ہے تو وہ اسے اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے ہاں تو (نے اچھا کام کیا ہے)۔[2]

---

(1)...سنن دارقطنی، الجز الثالث، کتاب الطلاق و الخلع و الایلاء وغیرہ، رقم الحدیث: 3918

(2)...مسند احمد ، الجز الثانی و العشرون، مسند جابر بن عبداللہ، رقم الحدیث:14377

قطع تعلقی کا سبب

برادری کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جب کوئی شخص برادری سے باہر نکاح کر لیتا ہے تو اس وقت اُس کی فیملی اور برادری کا کم از کم ردِ عمل یہ ہوتا ہے کہ وہ ایسے فرد سے قطع تعلقی کر لیتے ہیں جو نہ صرف اس شخص کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بھی ہوتی ہے۔

قطع تعلق کا انجام

رشتے داروں کے ساتھ قطع تعلق کرنے والے کے متعلق بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ (۲۲) اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ (۲۳)﴾

تو کیا تمہارے یہ لچھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور اُنہیں حق سے بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔[1]

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ﴾

اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔[2]

(1)…پ 26، مُحَمَّد ، 22،23

(2)…پ4، النساء، 1

نبی اکرم نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

''لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ''

رشتے داروں سے قطع تعلق کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (1)

بلکہ ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

''إِنَّ الرَّحْمَةَ لَا تَنْزِلُ عَلَى قَوْمٍ فِيهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ''

بے شک اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں رشتے داروں سے تعلق توڑنے والا موجود ہو۔ (2)

سرکار ابد قرار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

''إِنَّ أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ تُعْرَضُ كُلَّ خَمِيسٍ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، فَلَا يُقْبَلُ عَمَلُ قَاطِعِ رَحِمٍ''

ہر جمعرات اور جمعہ کی رات بنی آدم کے اعمال (بارگاہ خداوندی) میں پیش کیے جاتے ہیں پس رشتے داروں سے تعلق توڑنے والے کا عمل قبول نہیں کیا جاتا۔ (3)

اللہ کے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

''مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللّٰهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ''

سرکشی اور قطع تعلق سے بڑھ کر کوئی گناہ ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں فوراً اس گناہ کرنے

---

(1)...مسلم، کتاب البروالصلۃ و الاداٰداب، باب صلۃ الرحم و تحریم قطیعتہا، رقم الحدیث:6521

(2)...الادب المفرد، باب لاتنز ل الرحمۃ... رقم الحدیث:63

(3)...مسند احمد، الجز السادس عشر، تتمۃ مسند ابی ہریرہ، رقم الحدیث:10272

والے کو سزا دے اور اس کے ساتھ آخرت میں بھی سزا دے۔[1]

امام زین العابدین نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے بیٹے کسی ایسے شخص کی صحبت میں نہ بیٹھنا جو رشتے داروں سے تعلق توڑتا ہے کیونکہ میں نے کتاب اللہ میں ایسے شخص کو تین جگہ ملعون پایا ہے۔[2]

اللہ کی ناراضگی سے خود کو بے پرواہ نہ سمجھو

جن لوگوں نے صرف اس وجہ سے اپنے عزیزوں سے قطع تعلقی کی ہوئی ہے کہ شادی کے معاملہ میں انہوں نے ان کی خواہش کو مد نظر نہیں رکھا، ان کے جذبات و احساسات کا لحاظ نہیں کیا، ان کے منع کرنے کے باوجود نہیں رکے اور برادری سے باہر اپنی پسند سے نکاح کر لیا ہے ایسے افراد کو اللہ سے ڈرنا چاہیے اور اپنے عزیزوں سے فوراً صلح کرکے اُن سے صلح رحمی کرنا شروع کر دیں نہیں تو مالک کائنات کی ناراضگی اور عذاب آخرت سے خود کو بے پرواہ نہ سمجھیں، جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا ہم سفر چننے کا اختیار دیا ہے شریعت نکاح کے معاملہ میں برادری کی قید سے ماورا انسان کی پسند کو مد نظر رکھتی ہے تو پھر برادری کون ہوتی ہے کہ اس معاملہ میں اپنے اصول وضع کرے؟ اور ہم کون ہوتے ہیں کہ ایسے فرد سے قطع تعلقی کریں؟، یاد رہے ہر مسلمان شریعت کا پابند ہے کسی برادری کا نہیں۔ اگر زندگی میں سکون چاہتے ہو تو اپنی سوچوں کو برادری ازم سے آزاد کرکے شریعت کے تابع کر لیں۔

اور جس کسی نے بھی برادری کی وجہ سے کسی سے قطع تعلقی کی ہوئی ہے اسے چاہیے

---

(1)...ترمذی، ابواب صفة القيامة ، رقم الحديث:2511

(2)...كتاب الكبائر ، ص 48

کہ فوراً توبہ اور معافی تلافی کرکے اپنے عزیزوں سے تعلقات جوڑیں، یقین کریں اس کے بعد نہ صرف گھر کا سکون واپس آجائے گا بلکہ آپ ذہنی طور پر بھی ریلکس ہو جائیں گئے اور اپنے اندر ایک عجیب سے خوشی محسوس کریں گئے۔

زندوں کی فکر نہیں

جب معاملات خراب ہو جائیں اور بچے برادری سے باہر پسند کی شادی پر بضد ہوں اس وقت بھی ہر طرح کا حربہ استعمال کرکے بچوں کو پسند کی شادی سے روکنے والوں کی عموماً دلیل یہ ہوتی ہے کہ اگر ہم ان پر سختی کرکے ابھی نہیں روکیں گئے تو ان کی اولاد کا مستقبل خراب ہو جائے گا، برادری میں کوئی منہ نہیں لگائے گا، رشتوں کے حصول میں رکاوٹ پیدا ہو گئی وغیرہ وغیرہ ایسے لوگوں کی منطق پر سر پیٹنے کو دل کرتا ہے جو ابھی دنیا میں آئے نہیں جن کا وجود اور نام و نشان نہیں ان کی فکر ہے اور جو زندہ ہے اس کی بلکل پرواہ نہیں بلکہ برادری کے نام پر اس کی زندگی جہنم بنا دی جاتی ہے ایسوں کو خدا سے ڈرنا چاہیے اگر آپ کے بچے آپ کے نافرمان ہو گئے ہیں، وہ آپ کے جذبات کا احساس نہیں کر رہے تو اس کی وجہ سے آپ اللہ کی نافرمانی نہ کریں اور اپنے حقوق ادا کرتے رہیں۔ نیز انہیں کوئی بتائے کہ اگر آپ ان سے ملتے رہیں اور قطع تعلقی نہ کریں تو اُن کے بچوں کا مستقبل کیسے تباہ ہو سکتا ہے؟ اگر ان کا مستقبل تباہ ہو گا تو اس کے سبب آپ اور آپ کی سوچ بنے گی کوئی اور نہیں۔

کیا پسند کی شادی کرنے والے کو فوراً اجازت دینی چاہیے؟

اگرچہ اسلام نے نکاح کے معاملہ میں مرد و عورت کی پسند کو ملحوظ خاطر رکھا ہے اور اسے اپنا جیون ساتھی چننے کا اختیار دیا ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہر صورت اپنی

مرضی کریں گئے، کیونکہ شریعت نے معاشرتی رسم و رواج اور ضروریات کو دیکھتے ہوئے کفو کی رعایت بھی کی ہے، اس لیے جب بچے اپنی پسند کے مطابق شادی کا اظہار کریں تو دوسری فیملی کے متعلق اچھے طریقے سے معلومات اکٹھی کر کے ہی کوئی فیصلہ کرنا چاہیے بالخصوص بچیوں کے معاملہ میں کیونکہ خوف خدا سے عاری معاشرے میں دھوکا بہت ہوتا ہے، بڑوں کے مقابل بچوں بالخصوص لڑکیوں کا گھر میں رہنے کی وجہ سے لوگوں کی عادات اور معاشرتی اتار وچڑھاؤ کے متعلق معلومات نہ ہونے کے برابر ہوتی ہیں اور ان کا فیصلہ اکثر غلط ہی ہوتا ہے ان کے اندر اتنی صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ درست فیصلہ لے سکیں، اِس لیے ایسے نازک وقت میں بڑوں کو چاہیے کہ حکمت عملی سے حالات کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کریں اور بچوں کو مناسب طریقے سے سمجھا کر انہیں اپنے مؤقف سے پیچھے ہٹنے کا کہیں اور ان کی پسند کی جگہ شادی نہ کرنے کی کوئی ٹھوس وجہ ان کے سامنے رکھیں صرف برادری کے نام پر نامت کریں ورنہ کئی طرح کی خرابیاں آپ کا انتظار کر رہی ہیں جن کے سامنے آنے کے بعد آپ کے پاس زندگی بھر کے پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

پسند کی شادیاں ناکام ہونے کی وجہ

جو لوگ والدین اور برادری کی مرضی کے خلاف جا کر اپنی مرضی سے شادی کر لیتے ہیں ایسی شادیاں عموماً ناکام ہو جاتی ہیں اور نتیجہ طلاق کی صورت میں سامنے آتا ہے اس کا سبب یہ نہیں ہوتا کہ انہوں نے برادری سے باہر شادی کی ہوتی ہے اس لیے ناکام ہو گئی بلکہ وجہ یہ ہوتی ہے کہ خاندان اور برادری کے افراد ان سے قطع تعلق کر دیتے ہیں جس کے بعد اپنوں کا ساتھ نہ ہونے کی وجہ سے جہاں وہ ہمیشہ تنہائی و گھٹن محسوس کرتے رہتے

ہیں وہیں معاشرے کے بہت سے مسائل کا تنہاء سامنا نہیں کر پاتے اور میاں بیوی کے آپسی چھوٹے چھوٹے جھگڑے بھی ان کے ارادوں کو توڑ دیتے ہیں، مختلف معاشرتی مسائل میں ان کا ساتھ دینے والا اپنا کوئی نہیں ہوتا، گھریلو جھگڑوں میں انہیں سمجھانے، حوصلہ دینے اور بگڑتے معاملات کو سلجھانے والا کوئی نہیں ہوتا جس کے سبب وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمارا رشتہ مزید نہیں چل سکتا اور وہ فوراً طلاق لے کر ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں، حالانکہ یہ تمام مسائل ہر گھر میں ہر فیملی کے ساتھ ہوتے ہیں کیونکہ فیملی اور برادری کے افراد ساتھ ہوتے ہیں جو مل جل کر مسائل کو حل کرتے رہتے ہیں اس طرح معاملات اچھے طریقے سے آگئے بڑھتے رہتے ہیں۔ اگر ضد اور برادری کی مخالفت کے باوجود اپنی پسند سے شادی کرنے والوں کے ساتھ برادری اور خاندان کا رویہ درست رہے ان سے قطع تعلق نہ کریں تو ایسے رشتے بھی کامیاب ہوسکتے ہیں۔

پسند کی شادی کا رجحان کیوں بڑھ رہا ہے؟

عصر حاضر میں پسند کی شادیوں کا رجحان بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے اس کی دو بنیادی وجوہات ہیں۔

تربیت کی کمی

جی ہاں تربیت کی کمی اور تربیت سے میری مراد اسلامی اصولوں کے تحت کی گئی تربیت ہے ہم اپنے بچوں کی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تربیت نہیں کرتے جس کے نتیجے میں وہ معاشرے میں پنپتی برائیوں کا بڑی جلدی شکار ہو جاتے ہیں جن میں والدین کی نافرمانی اور ان کے جذبات و احساسات کی قدر نہ ہونا بھی شامل ہے، اسی تربیت کی کمی کا نتیجہ ہوتا ہے کہ ایسے بچے غیر محرموں کے ساتھ ناجائز دوستیاں کرنے میں کوئی عار

محسوس نہیں کرتے اور پھر نتیجہ بدکاری (یعنی زنا) یا پسند یعنی Lover سے شادی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

دیر سے شادی کرنا

پسند کی شادی کا رجحان زیادہ ہونے کا ایک سبب بچوں کی جلد شادی نہ کرنا بھی ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعلیمات تو یہ ہیں کہ بچوں کے بالغ ہونے کے بعد جلد از جلد والدین ان کی شادی کر دیں جبکہ ہمارے ہاں جب تک بچے پچیس، تیس یا پنتیس سال کے نہ ہو جائیں اس وقت تک شادی نہیں کرتے، تو ایسے میں نوجوان کس طرف جائیں؟، تربیت کی کمی کا فقدان اور فلموں، ڈراموں کے ذریعے برانگیختہ ہونے والے جذبات کو قابو میں نہ رکھنے کے سبب نوجوان بچے، بچیاں غیر محرموں سے تعلقات اور دوستیاں قائم کرتے ہیں اور بات شادی پر آکر ختم ہوتی ہے۔

آپ اپنے ارد گرد مشاہدہ کرکے دیکھ لیں جہاں پسند کی شادیوں کے مسائل سامنے آرہے ہیں لازمی یہ دونوں عوامل وہاں نظر آئیں گئے جن لوگوں کے ہاں بچوں کی شادی ٹائم پر کر دی جاتی ہے وہاں ایسا کچھ کم ہی دیکھنے کو ملتا ہے کیونکہ شادی کے بعد لوگ فیملی کی ذمہ داریوں میں ایسا مستغرق ہوتے ہیں کہ انہیں کچھ اور سوچنے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔

بچوں کی شادی کہاں کریں؟

اسلام کی نظر میں بچوں کی شادی کرنے کے لیے بہترین جگہ دین دار گھرانہ ہے وہ خاندان، برادری اور برادری سے باہر بھی ہو سکتا ہے اس کے بعد انسان کے اپنے قریبی رشتے دار جن سے انسان نہ صرف اچھی طرح مانوس ہوتا ہے بلکہ اخلاق، عادات اور رہن سہن سے بھی خوب واقف ہوتا ہے زمینی حقائق یہی بتاتے ہیں کہ خاندان میں کی گئی

شادیاں زیادہ تر کامیاب ہو جاتی ہیں اگر خاندان میں مناسب رشتہ نہ ہو تو برادری میں دیکھنے میں حرج نہیں مسائل اس وقت جنم لیتے ہیں جب ہم برادری کی رٹ لگا کر خود ہی رشتوں کے حصول کا دائرہ تنگ کر لیتے ہیں اگر خاندان میں مناسب رشتہ نہ ہو تو پھر برادری کی قید کے بغیر صرف اچھے رشتے کی تلاش میں نکلیں، جیسے ہی کوئی مناسب رشتہ ملے تو فوراً بچوں کی شادی کر دیں، اسی میں بھلائی ہے اگر ہم اپنے بچوں کی شادیاں وقت پر کرنا شروع ہو جائیں تو معاشرے میں بہت سی پھیلی برائیاں ختم ہو جائیں گی۔

رشتوں کو بچائیں

خدانخواستہ اگر کبھی ایسے حالات بن جائیں کہ برادری اور رشتوں میں سے ایک کو چننا پڑے تو رشتوں کو بچالیں کیونکہ ایک بار کا ٹوٹا رشتہ دوبارہ جوڑیں بھی تو پہلے کی طرح نہیں جڑتا، صرف برادری کو خوش کرنے کے چکر میں اپنوں کو نہ چھوڑیں اور نا ان سے قطع تعلقی کر کے ان کی زندگی تنگ اور اپنی آخرت برباد کریں۔

ایسا کبھی نہیں ہوا کہ نازک حالات میں بھی برادری کی ضد کرنے والوں اور برادری کو خوش کرنے والوں نے جب اپنے بچوں کی خوشیوں کو برادری ازم کے پاؤں تلے کچل دیا تو بعد میں برادری نے اکٹھے ہو کر کوئی شاباش دی ہے، برادری ازم کو پالنے کی خوشی میں کسی دعوت کا اہتمام کیا ہو ایسے فرد کو بھاری جائیداد یا پلاٹ و زمینیں گفٹ کی ہوں کہ حضرت صاحب نے اپنے بچے کی برادری سے باہر شادی نہ کر کے بڑا اچھا کام کیا ہے۔

بلکہ مشاہدہ یہی ہے کہ ایسے نازک حالات سے تنگ آکر جب بچے کوئی غلط قدم اٹھا لیں جیسے گھر سے بھاگ کر شادی کرنا یا خودکشی کرنا یا پھر شادی کرنا ہی نا اور مجرد (یعنی تنہا) زندگی بسر کر دینا تو یہی برادری کے لوگ بعد میں طرح طرح کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں

اور ایسے افراد کو غلط کہہ رہے ہوتے ہیں۔

یہ دنیا کبھی خوش ہونے والی نہیں صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان اور اسلاف کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو ان کی شادیاں برادری ازم سے ہٹ کر اس سادگی سے ہوتی تھیں کہ شادی کے بعد رشتے داروں اور لوگوں کو پتا چلتا تھا۔ جبکہ یہاں رشتے دار اور برادری کے لوگ صرف اس بات پر منہ بنا کر بیٹھے ہوتے ہیں کہ برادری اور خاندان میں بھی رشتہ کرنے سے پہلے ہم سے پوچھا کیوں نہیں۔ ارے صاحب آپ کو کن کو خوش کرنے جا رہے ہیں؟ ایسوں کو۔

نوجوانوں سے گزارش

میں نوجوانوں سے گزارش کروں گا کہ تمہارے والدین نے تمعیں بڑی مشکلوں اور تکالیف کو برداشت کر کے پالا ہے انہوں نے ہمیشہ اپنی خوشی پر تمعاری خوشی کو ترجیح دی ہے بڑے ہمیشہ چھوٹوں کا بھلا سوچتے ہیں انہیں معلوم ہوتا کہ ہمارے بچوں کی زندگی کس کے ساتھ بہتر گزرے گی۔ خدانخواستہ اگر کبھی ایسے حالات بن گئے ہیں کہ آپ جہاں شادی کرنا چاہتے ہیں فیملی والے ساتھ نہیں دے رہے تو ان کی منت سماجت کر لیں، کسی کی سفارش کروالیں پھر بھی بات نہ بنے تو خاموشی کے ساتھ اپنے مؤقف سے پیچھے ہٹ جائیں، لڑنے، جھگڑنے، گھر سے بھاگنے یا خودکشی کی حماقت نہ کریں، مشاہدہ یہی ہے کہ اکثر بڑوں کے فیصلے میں ہی بہتری ہوتی ہے۔

برادری ازم میں بھی دو نمبری

مسلمانوں کے اخلاق اس قدر بگڑ چکے ہیں کہ کسی بھی کام میں دو نمبری کرتے ہوئے انہیں ذرا بھی شرم محسوس نہیں ہوتی۔ منافقت کہہ لیں یا دو نمبری یہ برادری ازم میں بھی

پائی جاتی ہے برادری ازم کے نام پر بے جا سختی کرنے اور اپنے بچوں کی زندگیاں تباہ کرنے والوں کو اگر اپنے سے کہیں اچھا رشتہ مل جائے تو اس وقت یہ لوگ برادری کو بھول جاتے ہیں اور اپنے بچوں کی شادی کرنے میں ذرا بھی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ میں ایک فیملی کو بڑے اچھے طریقے سے قریب سے جانتا ہوں ان کے پورے خاندان میں پچھلی تین پشتوں تک کا مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے کبھی برادری سے باہر شادی نہیں کی، برادری تو دور کی بات رشتے داروں سے باہر بھی بچوں کا بیاہ نہیں کرتے مگر غیر متوقع طور پر ان کی بچی کا رشتہ غیر برادری سے آیا کیونکہ لڑکے کا اپنا کاروبار تھا اور مالی لحاظ سے اُس کی پوزیشن اِن سے کہیں بہتر تھی تو انہوں نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر یہ سوچ کر وہاں رشتہ کر دیا کہ ہماری بچی خوش رہے گی۔

کیا لوگ برادری سے باہر شادی نہیں کرتے؟

آپ اپنے ارد گرد نظر دوڑا کر دیکھ لیں آپ کو ایسی کوئی برادری نہیں ملے گی، جس میں غیر برادری کے ہاں شادیاں نہ ہوئی ہوں، اس کے اسباب کچھ بھی ہوں مگر حقیقت یہ ہے کہ اب لوگوں کا رجحان برادری ازم پر پہلے کی طرح مضبوط نہیں رہا، اگرچہ اس کی تعداد کم ہے مگر جن لوگوں نے اپنے بچوں کی برادری سے باہر شادی کی ہے انہوں نے حالات کو دیکھتے ہوئے درست فیصلہ لیا ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ ایسے وہ تمام خاندان جنہوں نے برادری سے باہر شادی کی ہے ان کی اکثریت کا یہ پہلا ایکسپیرینس ہے اور کامیاب جا رہا ہے یعنی اگر گھر والے خود برادری سے باہر رشتے داری کرتے ہیں اور اپنے خاندان کے افراد کی طرح ملنا، جلنا اور برتاؤ کرتے ہیں تو کسی طرح کا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہو رہا۔

میرے ایک جاننے والا اپنے خاندان کا پہلا فرد ہے جس نے اپنے بیٹے کا برادری سے

باہر نکاح کیا ہے، میں نے ان سے پوچھا کہ اس کی وجہ سے برادری کی طرف سے کوئی پریشر نہیں آیا یا کوئی مسائل پیدا ہوئے ہوں؟ انہوں نے جواب دیا ایسا کچھ بھی نہیں ہوا بلکہ میری اس بہو کو خاندان سے جتنی عزت ملی ہے اتنی اُن کو نہیں ملی جو خاندان اور برادری کی ہیں۔ ہاں اگر میں اپنے بیٹے کی خواہش اور پسند کو مد نظر نہ رکھتا تو شائید بعد میں کئی طرح کی مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا، جہاں میں نے اپنے بیٹے کی شادی کی ہے وہ فیملی اچھی تھی اس لیے میں نے برادری کی پرواہ نہیں کی اور الحمد اللہ آج سکون سے ہوں اگر برادری کو خوش کرنے نکلتا تو شائید اپنے بیٹے کی وجہ سے کئی مسائل و مصائب کا شکار ہو جاتا۔

رشتوں کو برقرار رکھنے کے لیے کوئی اور طریقہ ڈھونڈیں

ہمارے ہاں رشتوں کو قائم رکھنے کے لیے لوگوں کے پاس صرف ایک ہی حل ہے اور وہ ہے اپنے بچوں کی قریبی عزیزوں کے ہاں شادی کر دینا، مجموعی طور پر اس کے بہت فوائد ہیں، ہر برادری، ہر قوم اور ہر طبقہ کے نزدیک اسے پسند کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے لیکن بعض اوقات اس کے بہت سے نقصانات بھی سامنے آتے ہیں اور ایسے رشتے جب کسی وجہ سے ٹوٹتے ہیں تو پھر ہمارے یہ سب سے قریبی عزیز سب سے دور ہو جاتے ہیں اس لیے اپنے قریبی رشتے داروں کے ہاں بھی شادی کرنے سے پہلے بچوں کے رجحانات اور احساسات کو مد نظر رکھا کریں، اور محض اپنی مرضی و پسند کو زبردستی ان کے سر نہ تھوپا کریں اگر لگے کہ ہمارے بچوں کی رغبت نہیں ہے اور وہ اچھی زندگی بسر نہیں کر سکیں گئے تو ان کی خوشیوں کو مت کچلیں اور رشتوں کو برقرار رکھنے کے لیے کوئی اور طریقہ ڈھونڈیں۔

جس وقت میری عمر 16 یا 17 سال تھی میرے دوستوں میں سے ایک انتہائی قریبی

دوست کی اس کے والد نے اپنی بہن کے ہاں شادی کرنے کا فیصلہ کیا، سعادت مند بیٹے نے والد کی خواہش کو مد نظر رکھتے ہوئے فوراًہاں کر دی، شادی ہو گی لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد ان کے ہاں جھگڑے شروع ہو گئے، لڑکا پریشان رہنے لگا، ذہنی مریض بننا شروع ہو گیا اور گھر کی طرف سے دینی ماحول نہ ہونے کی وجہ سے نشے کا ایسا عادی ہوا کہ چوبیس چوبیس گھنٹے شراب پینے لگا، اس کے ساتھ وابستہ ہر فرد اس کی حالات سے پریشان رہنے لگا۔ ایسے میں کسی گھر کی حالت کیا ہو گی؟ آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

انہی دنوں ایک دن میں اسے ملنے کے لیے ان کے گھر گیا، ان کے دروازے پر ایک خاتون کو کھڑے ہوئے دیکھا جو شائید کسی کام سے کھڑی ہو گی میرے وہاں پہنچنے کے بعد فوراً گھر چلی گئی میں نے سمجھا شائید یہ ان کی پھوپھی وغیرہ یا پھر کوئی اور رشتہ دار ہو گی، میرے دوست کا چھوٹا بھائی ملا تو میں نے ان سے استفسار کیا کہ تمعارا بھائی کہاں ہے اور کیا گھر میں کوئی مہمان آئے ہیں؟ دروازے پر ایک خاتون کھڑی تھی، اس نے بتایا کہ یہ بڑے بھائی کی زوجہ ہیں یہ سننا تھا کہ میں ہکا بکارہ گیا، کیونکہ وہ عمر میں ان سے دو گنا بڑی تھیں اور چہرے کی حالت بھی ایسی کہ میں یہاں بیان نہیں کر سکتا، (یقیناً اِس میں اُس کا کوئی قصور نہیں تھا مالک کائنات نے انہیں جیسا بنایا ٹھیک ہے) لیکن اِس لڑکے کے ساتھ اُس کا رشتہ بلکل مناسب نہیں لگتا تھا۔ معاملات یوہیں خراب چلتے رہے نتیجہ پھر کچھ عرصہ بعد طلاق ہو گی اور اب دونوں گھر ایک دوسرے سے جدا ہو چکے ہیں۔

ہم وہی کریں گئے جو ہمارے بڑے کرتے تھے

نکاح کے معاملہ میں ہر صورت برادری ہی ہونے چاہیے کی رٹ لگانے والوں سے جب گفتگو کی جائے، انہیں سمجھایا جائے تو ان کا ایک ہی جواب ہو تا ہے کہ ہم برادری سے

باہر شادی نہیں کرتے کیونکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طرح کرتے پایا ہے ہم بھی وہ ہی کریں گئے جو وہ کرتے تھے۔

﴿اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤی اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤی اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ(۲۳)﴾

ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کی لکیر کے پیچھے ہیں۔[1]

یہ حقیقت ہے کہ لوگوں کی رسم ورواج انبیاء کرام علیہمُ السّلام کی راہ میں رکاوٹ اور تبلیغ دین میں پتھر بن کر حائل رہیں اور آج بھی دین کے مقابل لوگوں کی عادات، رسم اور رواج موجود ہیں جن کو بچانے کے لیے لوگ دین کو قربان کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

حاصل کلام

ہماری اس ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ نکاح ایک خالص دینی و معاشرتی ضرورت ہے شریعت نکاح کے معاملہ میں مرد و عورت کی پسند کو مد نظر رکھتی ہے مگر ہمارے ہاں نکاح جیسا مسنون طریقہ بھی دیگر بہت سے معاملات کی طرح کئی معاشرتی رسم ورواج کی بھینٹ چڑھ چکا ہے جس میں ایک معاشرتی ناسور برادری ازم بھی ہے جسے ہم نے خود ہی بنایا، پھر پروان چڑھایا اور اب فرض کا درجہ دیا ہوا ہے ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو برادری سے باہر نکاح کو ناقابل معافی جرم سمجھتی ہے، وہ ہر طرح کے معاملات میں سمجھوتا کر لیں گئے مگر برادری سے باہر اپنے بچوں کی شادی نہیں کریں گئے انہیں اس سے کوئی پرواہ نہیں کہ برادری میں ان کے بچوں کا جیون ساتھی کیسا ہے، کیا وہ اس کے ساتھ اچھی زندگی گزار سکیں گئے یا نہیں؟ بس برادری ہونی چاہیے۔

(1)…پ 25، الزخرف ، آیت23

برادری ازم کی وجہ سے کئی طرح کے مسائل سامنے آرہے ہیں برادری ازم کا فلسفہ اسلام کے تصور اخوت کے خاتمے کا سبب بنا رہا ہے، اس کی وجہ سے ایک مسلمان تکبر، نسب پر فخر، زنا، نشے اور قطع تعلقی کے گناہ میں مبتلا ہو رہا ہے گھروں میں دینی ماحول نہ ہونے کی وجہ سے لڑکے اور لڑکیاں غیر محرموں سے دوستیاں کرتے اور پھر شادیوں کی طرف جاتے ہیں برادری ازم کی وجہ سے بعد میں کوئی گھر سے بھاگ کر اپنا اور اپنے والدین کا منہ کالا کر رہا ہے کوئی خودکشی کو گلے لگا رہا ہے کوئی نشے کا عادی ہو رہا ہے اور کوئی تنہاء زندگی گزار رہا ہے۔

نکاح کے معاملہ میں نوجوانوں کو چاہیے کہ اِس کا اختیار اپنے والدین کے پاس رہنے دیں وہ آپ کا ہمیشہ بھلا ہی سوچتے ہیں اور والدین کو شادی کے سلسلہ میں اپنے بچوں کی خواہش کو بھی مد نظر رکھنا چاہیے اگر آپ کے بچے آپ کے کنٹرول میں نہیں رہے آپ کے سمجھانے اور منع کرنے کے باجود وہ اپنی پسند سے شادی کرنے پر بضد ہیں تو خومخواہ برادری کی رٹ لگا کر ان کی زندگیاں تباہ نہ کریں اور نہ اپنے گھر کا سکون برباد کریں، اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے برادری سے باہر اگر رشتہ مناسب ہے تو ان کا نکاح کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہوں اور آگے کے معاملات بہتر رہیں اس کے لیے کوشش اور ان کے حق میں دعا کرتے رہیں۔

الحمد اللہ 2 رجب المرجب 1443ھ، 4 فروری 2022ء کو یہ مقالہ مکمل ہوا۔

قرآن مجید، کلام اللہ

ماخذ و مراجع

کنزالایمان، الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی، مکتبۃ المدینہ، کراچی، پاکستان، 1434ھ / 2013ء

تفسیر مدارک التنزیل، شیخ عبداللہ بن احمد محمود نسفی، دار الکلم الطیب، بیروت، لبنان، 1419ھ

تفسیر بغوی، امام محی السنہ ابی محمد الحسین، دار ابن حزم، بیروت، لبنان، 1423ھ / 2002ء

خزائن العرفان، صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی، مکتبۃ المدینہ، کراچی، پاکستان، 1434ھ / 2013ء

صراط الجنان، شیخ الحدیث مفتی محمد قاسم قادری، مکتبۃ المدینہ، کراچی، پاکستان، 1437ھ / 2016ء

صحیح بخاری، امام ابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، دار التاصیل، قاہرہ، مصر، 1433ھ / 2012ء

صحیح مسلم، امام ابی الحسن مسلم بن حجاج قشیری، المکتبۃ العصریہ، بیروت، لبنان، 1437ھ / 2016ء

سنن ترمذی، امام ابی عیسی محمد بن عیسی ترمذی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1440ھ / 2019ء

سنن ابی داؤد، امام ابی داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، مکتبۃ العصریہ، بیروت، لبنان،

سنن ابن ماجہ، امام ابی عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، دار رسالۃ العالمیہ، دمشق، شام، 1430ھ / 2009ء

مسند احمد بن حنبل، امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل شیبانی، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان،

مسند بزار، امام ابی بکر احمد بن عمرو بزار، مکتبۃ العلوم والحکم، مدینہ منورہ، عرب شریف، 1409ھ / 1988ء

صحیح ابن حبان، علامہ امیر علاؤ الدین بن بلبان الفارسی، دار التاصیل، قاہرہ، مصر، 1435ھ / 2014ء

معرفۃ السنن والاثار، امام ابی بکر احمد بن حسین بیہقی، دار الواعی، قاہرہ، مصر، 1412ھ / 1991ء

سنن کبری للبیہقی، امام ابی بکر احمد بن حسین بیہقی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1424ھ / 2003ء

شعب الایمان، امام ابی بکر احمد بن حسین بیہقی، مکتبۃ الرشد، ریاض، عرب شریف، 1423ھ / 2003ء

سنن سعید بن منصور، امام سعید بن منصور بن شعبہ خراسانی، دار الالوکۃ للنشر، ریاض، عرب شریف، 1433ھ /2012ء

سنن دار قطنی، امام حافظ علی بن عمر دار قطنی، دار المعرفہ، بیروت، لبنان، 1422ھ / 2001ء

الترغیب والترہیب، امام حافظ زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری، دار الفتح، قاہرہ، مصر، 1435ھ /2014ء

الادب المفرد، امام ابی عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، لبنان، 1409ھ /1989ء

جمع الجوامع، امام حافظ جلال الدین سیوطی، الازہر شریف، مصر، 1426ھ / 2005ء

تاریخ بغداد، امام حافظ ابی بکر احمد بن علی ثابت بغدادی، دار الغرب الاسلامی، بیروت، لبنان، 1422ھ / 2001ء

مراۃ المناجیح، مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی، حسن پبلشرز، لاہور، پاکستان، 2016ء

احیاء العلوم، امام ابی حامد محمد بن محمد غزالی، دار ابن حزم، بیروت، لبنان، 1426ھ / 2005ء

کتاب الکبائر، امام حافظ محمد بن عثمان ذہبی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1422ھ / 2001ء

کشف المحجوب، (مترجم) پیر کامل مخدوم سید علی ہجویری، بابا پبلشرز، لاہور، پاکستان، سنہ ندارد

فتاوی رضویہ، امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان بریلوی، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، پاکستان، 1423ھ / 2003ء

بہار شریعت، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی، مکتبۃ المدینہ، کراچی، پاکستان، 1430ھ / 2009ء

ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی کی تصانیف و تالیفات

1 . الاصول المتعارفہ لرفع التعارض بین الاحادیث المتعارضہ

2 . بر صغیر کے علماء اہلسنت کی خدمات احادیث

3. احیاء حدیث، وقت کا تقاضہ

4 . احیاء مخطوطات، وقت کا تقاضہ

5 . القول العالیہ فی ذکر المعاویہ

6 . مکالمہ بین الوہابی والسنی

7 . کلام مبین علی مسئلہ تکفیر و متکلمین

8 . اسلام میں علماء کا مقام

9 . گناہوں سے توبہ اور اس کی شرائط

10. امام اعظم ابو حنفیہ جامع الصفات شخصیت

11. تذکرہ امام اعظم ابو حنیفہ

12. میں نے درس نظامی کیوں کی؟

13. پاک وہند کے مفسرین اہل سنت اور ان کی تفسیریں

14. ملت اسلامیہ اور اقوام متحدہ

15. فیس بک کا استعمال مقاصد اور احتیاتیں

16. امام احمد رضاخان، میری نظر میں

17. مقالات و مضامین

18. فضائل آفات

19. فضائل مسواک

20 . مولد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

21 . مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

22 . لاحاصل (شعری مجموعہ)

23 . التوسل بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم

24 . مشاہیر اہل سنت پر کتب، تعارف و تبصرہ

25 . مجرب نسخے

26. علم التاریخ: اصول و مبادیات

27. تعارف فیض ملت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی

28. ضلع اوکاڑہ، تاریخ و تعارف

29. نکاح اور برادری ازم، ایک تجزیاتی مطالعہ